تحریک تحفظ ختم نبوت

اور

قادیانیت

مؤلف

مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی مدظلہ العالی

ضیاء اکیڈمی کراچی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت

اور

قادیانیت

ہمدانی ذخیرہ کتب

مؤلف

مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی مدظلہ العالی

استاذ دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی، ضلع بستی، یوپی، انڈیا

ضیاء اکیڈمی کراچی

فون: 2431600-2444061

دوکان نمبر ۱، خواجہ ہاؤس، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی

Mobile : 0300-2241632

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ کتب نمبر۴

نام کتاب	تحریک تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت
مصنف	مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی مدظلہ العالی
تعداد	۱۰۰۰
ضخامت	۱۱۲
سن اشاعت	جمادی الاول ۱۴۲۵ھ/اگست ۲۰۰۴ء
ناشر	ضیاء اکیڈمی، کراچی
قیمت	-/50روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔فون:2210212

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔فون:4926110

مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔فون:2627897

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔فون:2203464

ضیاء ٹیپ کیسٹ سینٹر، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔فون:2204048

حنفیہ پاک پبلی کیشنز، نزد بسم اللہ مسجد، کھارادر، کراچی۔

عباسی کتب خانہ، جونا مارکیٹ، کراچی۔فون:7526456

مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔فون:0300-2277454,7722163

مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندی چوک، کراچی۔فون:4944672

مکتبہ اہلسنت، برائٹ کارنر، نزد چاندی چوک، کراچی۔فون:2435088

عرض ناشر

کتابِ ہذا کی اشاعت جدید کے سلسلے میں

اپنی تمام تر مساعی کاوشوں کو میں

اپنے پیرومرشد

قطب مدینہ،

خلیفۂ اعلیٰ حضرت،

حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین قادری رضوی مدنی علیہ الرحمہ

کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے نصیب

محمد ریاض گواوالا

نذرانۂ عقیدت

خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین

سیدنا و مولانا جناب **محمد رسول اللہ**

صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم

کی بارگاہ بیکس پناہ میں

باادب اس عرضِ تمنا کے ساتھ کہ

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی
اے خانہ براندازِ چمن کچھ تو ادھر بھی

امیدوارِ نظر کرم
ایک گنہ گار امتی
فروغ احمد اعظمی مصباحی

انتساب

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان
فاتح قادیان حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان
مبلغ اسلام شہید عشق و محبت حضرت علامہ شاہ عبد العلیم میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان

کے نام جنہوں نے بین الاقوامی پیمانے پر
سب سے پہلے فتنۂ قادیانیت سے دنیا کو آگاہ کیا اور سدِ باب بھی

نیز ان کے فرزند ارجمند سفیر اسلام قائد اہل سنت
علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ صدر "ورلڈ اسلامک مشن" کے نام
جن کی بے مثال جدو جہد سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

پھر ان غازیوں اور شہیدوں کے نام جنہوں نے
ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر اپنی قیمتی جان، عزت و آبرو
اور دولت و ثروت کی قربانیاں پیش کر کے دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کی۔

یہی بس اصل ایماں، اصل دیں، اصل عقیدت ہے
فداتن من سدا کرتے رہیں آقا کی حرمت پر

فروغ احمد اعظمی مصباحی

فہرست مضامین

پیش لفظ ۸
تقریظ رامی ۱۰
تقریظ جمیل ۱۱
مقدمہ ۱۳
پہلا باب قادیانیت تعارف، محاسبہ، رد ۱۹
عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت ۲۰
ختم نبوت کا ثبوت قرآن سے //
ختم نبوت کا ثبوت احادیث سے //
ختم نبوت کا عقیدہ اجماعی ہے ۲۱
نانوتوی کا شگوفہ ۲۳
نانوتوی اور قادیانی دونوں //
...... کے نزدیک نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے ۲۵
انکار ختم نبوت اور دعوائے نبوت کا حکم ۲۷
مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کا حکم //
ان کے کچھ اور احکام ۲۸
جھوٹے مدعیان نبوت ۳۰
اسود عنسی ۳۱
سرکوبی //
مسیلمہ کذاب //
سرکوبی ۳۲
سجاح بنت حارث //
طلیحہ //
انجام ۳۳
مختار ابن عبید ثقفی //
مرزا غلام احمد قادیانی //
مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات ۳۴
مرزا کا تعارف //
انگریز کی ملازمت ۲۴
مرزا میدان عمل میں //
مرزا غلام احمد قادیانی اور دعوائے نبوت ۲۵
مرزا غلام احمد قادیانی کے کچھ اور دعوے ۲۷
خدائی کا دعویٰ //
خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ //
کرشن ہونے کا دعویٰ //
اوتار ہونے کا دعویٰ ۲۸
عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ //
محمد ہونے کا دعویٰ //
احمد ہونے کا دعویٰ //
مجدد ہونے کا دعویٰ //
محدث ہونے کا دعویٰ //
مہدی ہونے کا دعویٰ //
مرزا کے کفریات //
کفر اول //
کفر دوم ۲۹
کفر سوم //
کفر چہارم //
کفر پنجم //
کفر ششم //
کفر ہفتم //
کفر ہشتم //
کفر نہم //
کفر دہم //
انبیاء اور اولیاء کی شان میں ۳۰
...... مرزا کی گستاخیاں اور بدزبانیاں

قادیانیت، اسلام کے مقابل ایک نیا دینی محاذ ۴۰
مرزا اپنی نظر میں //

قادیانیت کاپس منظر

قادیانی کا اعتراف ۴۱
قادیانیوں کے خلاف علمائے اسلام
......کے فتاویٰ اور قرار دادیں ۴۵
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فتویٰ //
شیخ عمر بن حمدان مرسی مالکی
......مدرس مسجد نبوی مدینہ شریف کا فتویٰ //
برصغیر ہند و پاک کے تمام فرقوں کے علماء کا فتویٰ ۴۶
علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ //
علمائے حرمین شریفین و بلاد شام کا فتویٰ //
قرارداد رابطہ عالم اسلامی //
قرارداد اکابر علمائے پاکستان //
قادیانیوں کے خلاف عدالتوں کے فیصلے //
عدالت بہاولپور کا فیصلہ //
عدالت راولپنڈی کا فیصلہ ۴۷
عدالت جیمس آباد سندھ کا فیصلہ //
عدالت عالیہ ماریشس کا فیصلہ //
قومی اسمبلی پاکستان میں منظور شدہ قانون ۱۹۷۴ء //
اعلیٰ حضرت اور تردید قادیانیت //

دوسرا باب

تحریک تحفظ ختم نبوت کا تاریخی جائزہ ۵۴
پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی سے
......علامہ شاہ احمد نورانی تک //
تحریک تحفظ ختم نبوت عہد بہ عہد //

تحریک تحفظ ختم نبوت کا پہلا دور

مرزا غلام احمد قادیانی کا ترک ملازمت ۵۶
علماء و مشائخ اور رد قادیانیت کا آغاز //
فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ کا جہاد ۵۷
مناظرہ کا چیلنج ۵۸
مرزا نہیں آیا ۶۰
جشن و جلوس فتح //
سیف چشتیائی //
حج نصیب نہ ہونے کی پیش گوئی ۶۱
پیر سید جماعت شاہ علی پوری //
دعوت مباہلہ ۶۲
مرزا کی موت کی پیش گوئی //

تحریک تحفظ نبوت کا دوسرا دور

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کی خدمات ۶۳
لاہور کنونشن ۵۲ء کے مطالبات //
علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری کی خدمات ۶۴
مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام //
مجلس عمل کے علماء کی گرفتاری ۶۵
علامہ عبد الستار خان نیازی کی خدمات ۶۶
مجلس عمل کے مطالبات //
لاہور میں علما کی گرفتاری کے بعد عوامی قیادت //
لاہور میں خون کی ہولی ۶۷
علامہ شاہ احمد نورانی کی خدمات ۶۸
میدان سیاست میں ۶۹
قادیانیت پر پہلی ضرب ۷۰

تحریک تحفظ ختم نبوت کا تیسرا دور

تحریک کے ہیرو ۷۱
واقعہ "ربوہ" //
مشائخ کانفرنس ۷۲
مرکزی مجلس عمل کی تشکیل جدید //
مسئلہ قادیانیت قومی اسمبلی میں، //

......مولانا نورانی کا خصوصی کردار ۷۳
غیر مسلم قرار دیے جانے کی کہانی
......مولانا نورانی کی زبانی //

تحریک تحفظ ختم نبوت کا چوتھا دور

ورلڈ اسلامک مشن کا قیام ۷۹
ورلڈ اسلامک مشن کی خدمات //
فتنۂ قادیانیت کے متعلق //
......ورلڈ اسلامک مشن کا پیغام ۸۱
برطانیہ میں عالمی قادیانی مرکز //
قادیانیت یورپ وامریکہ میں //
قادیانیت ٹی وی پر ۸۲
تاجدار نبوت کانفرنس ۹۶ء برمنگھم ۸۳
پہلی تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۹۹ء ہالینڈ ۸۴
تجاویز تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۹۹ء ہالینڈ //
دوسری تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۰۰۰ء ہالینڈ ۸۶
تحریک تحفظ ختم نبوت کچھ تنظیمیں //
کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ //
......بریلی شریف کی خدمات ۸۷
تحریک تحفظ ختم نبوت کچھ شخصیات کی خدمات ۸۸
مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی کی خدمات ۸۹
صدر الشریعہ کی خدمات ۹۱
مولانا سید حسین الدین شاہ ضیاء کی خدمات //
علامہ عبدالحق غور غشتوی کا
......ایک مرزائی سے مناظرہ ۹۲
مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی خدمات ۹۳
حافظ عبدالغفور راولپنڈی کی خدمات //
مولانا محمد کرم الدین دبیر کی خدمات ۹۴
پیر کرم شاہ ازہری کی خدمات ۹۵
علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری کی خدمات //

علامہ سید محمود احمد رضوی کی خدمات ۹۵
مولانا اکرام الدین بخاری کی خدمات ۹۶
مولانا عبدالحامد بدایونی کی خدمات ۹۷
مفتی عبدالحفیظ حقانی کی خدمات //
مولانا عبدالغفور ہزاروی کی خدمات //
مولانا غلام قادر بھروی کی خدمات ۹۸
علامہ محمد حسن فیضی کی خدمات //
مولانا عبداللہ مردانوی کی خدمات //
مولانا محمد عبدالمالک لقمانوی کی خدمات ۱۰۱
علامہ غلام رسول سعیدی کی خدمات //
مولانا غلام علی اوکاڑوی کی خدمات //
مولانا حافظ محمد عالم کی خدمات ۱۰۲
مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی کی خدمات //
مولانا منظور احمد ہاشمی کی خدمات //
علامہ قمر الزماں اعظمی کی خدمات ۱۰۳
مولانا شفیق الرحمٰن عزیزی کی خدمات //
مولانا مشتاق احمد چشتی کی خدمات ۱۰۴
یورپی اور امریکی ممالک میں
......رد قادیانیت میں مصروف کچھ اور نام //
تاثرات ۱۰۶

ابتدائیہ

حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات گرامی جو سید الاولین والآخرین ہیں ۔ جو تمام خلق کے لئے رسول ہیں اور آپ کی رسالت عامہ زمان ومکان کی قیود سے بالاتر ہے اللہ جل جلالہ نے آپ کو خاتم النبیین کا لقب عنایت فرمایا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین کامل عنایت فرمایا جو قیامت تک آنے والوں تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری عہد میں عرب کے اسود عنسی اور مسیلمہ کے دل میں اعلان نبوت کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا اعلان کر کے اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔ اسود عنسی کی شکست اور قتل کی خبر آپ کی حیات مبارکہ کے آخری لمحات میں مدینہ منورہ میں پہنچی ۔ مسیلمہ، طلیحہ اسدی وغیرہ کے فتنوں کا قلع وقمع حضرت ابوبکر صدیق کے عہد مبارک میں ہوا۔ مسلمانوں کا روز اول سے یہ عقیدہ مستحکم ومضبوط تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں ۔ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ میں چند ایک لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے نبی ہونے کی دعوت وتبلیغ کا کام کیا لیکن مسلمانوں نے بہت جلد انہیں فی النار کر دیا اس طرح یہ فتنے زیادہ پھیل نہ سکے۔

پاک وہند کی سرزمین پر جب انگریزی حکومت قائم ہوگئی تو انہوں نے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا تقویۃ الایمان شائع کر کے مفت تقسیم کرتے رہے اس طرح مسلمانوں میں نفرتوں کی خلیج وسیع سے وسیع تر کرتے رہے پھر ہندوستان میں پیدا ہونے والی نئی مذہبی تحریکوں کو دولت اور تحفظ فراہم کر کے ان کی آبیاری کرتے رہے۔

۱ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک احمدیت انگریزوں کی پشت پناہی سے پروان چڑھتی رہی اور اس طرح وہ روز بروز ترقی کرتی رہی جب یہاں کے علمائے اسلام کی نظر میں اس کے فاسدانہ عزائم آئے تو انہوں نے بھرپور طریقہ سے اس کا مقابلہ کیا۔ اعلیٰ حضرت گولڑوی، مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا کرم الدین دبیر، مولانا محمد حسن فیضی، مفتی غلام مرتضیٰ میانوی، مفتی غلام قادر بھیروی ان کے علاوہ دیگر علماء اسلام نے خاص مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کا تعاقب کیا اور اس کی تحریک کے تارو پیوند بکھیر کے رکھ دیئے۔ اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی قدس سرہ نے ہدیۃ الرسول، شمس الہدایت اور سیف چشتیائی کے نام سے مرزا قادیانی کے خلاف کتابیں لکھیں اور پھر آپ سے وابستہ علماء کرام نے اس کا تعاقب جاری رکھا تصنیف وتالیف، وعظ وتقریر اور مناظروں اور مباہلوں کے ذریعہ اس کا مقابلہ کرتے رہے ادھر ہندوستان کے صوبہ یوپی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس تحریک احمدیت کو ملت مسلمہ کے لئے زہریلا پل سمجھا اور اس کی خرابیوں کو محسوس کیا تو آپ نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے خلاف کتابیں لکھیں اور مسلمانوں کو اس فتنے سے دور رہنے کی تلقین کی اور پھر آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کے خلاف رسالے لکھے اور عملی طور پر اس تحریک کے خلاف بولتے رہے اس کے علاوہ بے شمار ارباب علم ہیں جنہوں نے انگریز کے اس کاشتہ پودے کو آگے بڑھنے سے روکا اور ان کے خلاف کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

آج بھی اس امر کی شدید ترین ضرورت ہے کہ اہلسنّت کے بیدار مغز لوگ آگے بڑھیں اور اس فتنے کی سرکوبی کریں۔

حضرت علامہ مولانا فروغ احمد قادری نے جب محنت شاقہ سے یہ رسالہ مرتب کیا ہے اور پھر اس کی اشاعت کی ہے ہم اس پر انہیں مبارک دیتے ہیں اور ان سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس عظیم فتنہ پر کڑی نظر رکھیں گے اور بروقت اس کی سرکوبی کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ مولانا فروغ

احمد قادری کی علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور دین کی سربلندی کے کام میں ان کا معین و مددگار ہو۔ ایں دعا از من است واز جملہ جہاں آمین باد۔

ادارہ حضرت ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہے جن کی مساعی جمیلہ کے باعث یہ کتاب منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئی۔

امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا تعاون آئندہ بھی ادارے کو حاصل رہے گا اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی صحت وعمر میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

والسلام

فقیر شاہ حسین گردیزی

مہتمم دار العلوم مہریہ کراچی

۱۷ جولائی ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

آج سے تقریباً ایک ماہ قبل محب گرامی حضرت مولانا شفیق الرحمن عزیزی مصباحی مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد طیبہ امسٹرڈم ہالینڈ نے ایک پیکٹ اور ایک مکتوب بھیج کر حکم دیا کہ ۶/اگست ۲۰۰۰ء کو ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ شاخ اپنی پچیس سالہ علمی دینی خدمات کی تکمیل پر سلور جوبلی (جشن سیمیں) منا رہا ہے، اس موقع پر جامعہ مدینۃ الاسلام "دین ہاخ" میں "ختم نبوت کانفرنس" منعقد ہونے والی ہے۔ خیال ہے کہ مختلف زبانوں میں ایک کتابچہ شائع کردیا جائے جس میں قادیانیت کا تعارف اور تحریک ختم نبوت کی سو سالہ سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ ہو...... لہٰذا آپ یہ کام کردیں...... پھر دو ایک روز کے ناغے سے مسلسل تاکید بھی کرتے رہے اور پیش رفت کا جائزہ بھی لیتے رہے۔

میں نے سعادت دارین سمجھ کر ۲۸/مئی ۲۰۰۰ء سے مواد کی فراہمی اور مطالعہ شروع کردیا اور یکم جون سے مطالعہ کے ساتھ لکھنے کے کام کا آغاز بھی ہو گیا، شب و روز کی مسلسل محنت کے بعد آج ۱۲/جون کو کام مکمل ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کا خاص لطف و کرم ہی رہا کہ اتنی مختصر مدت میں اتنا اہم کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، جس پر خود مجھے بھی حیرت ہے اور میرے حالات جاننے والوں کو بھی...... ایک تو ست دوسرے بے بضاعت، تیسرے ششماہی امتحان کی مصروفیت ......

اللہ تعالیٰ مجھے مزید ایسے کاموں کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

اس کام میں وقت بے وقت کتب و رسائل کی فراہمی میں عزیز گرامی مولوی محب احمد قادری متعلم جماعت ثامنہ، دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، کی مستعدی اور حوالے نقل کرنے میں مولانا منصور عالم شمسی انگلش ٹیچر دارالعلوم ہذا، مولانا زبیر احمد علیمی، معین المدرسین دارالعلوم ہذا اور اول الذکر مولوی محب احمد قادری کی بے تکان خدمات میرے

لئے سہارا ہیں۔

مولانا مفتی اختر حسین قادری استاذ دار العلوم ہذا نے محنت اور دلچسپی سے نظر ثانی کر کے معاونت کی، میں ان تمام معاون عزیزوں کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا، مولیٰ تعالیٰ انہیں کام کا آدمی بنائے اور سرخرو رکھے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وآلہ واصحابہ اجمعین

استاذ دار العلوم علیمیہ
جمداشاہی، ضلع بستی

فروغ احمد مصباحی
۹ر ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
۱۲ر جون ۲۰۰۰ء

تقریظ گرامی

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی مدظلہ العالی
بانی مرکز تربیت افتاء اوجھاگنج، ضلع بستی، یوپی، انڈیا

فاضل جلیل حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی زیر مجدہم شیخ الادب دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی کی تصنیف ''قادیانیت اور تحریک ختم نبوت'' کا ہم نے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ کتاب بہت خوب ہے جس میں قرآن و حدیث کے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے۔ لہٰذا اس کا انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

پھر جھوٹے مدعیان نبوت کے مختصر تذکرے کے بعد مرتد غلام احمد قادیانی کے حالات اور اس کے دعوئ نبوت کو تحریر کیا گیا ہے جب اس کے کفریات و ہذیانات منظر عام پر آئے اور ان سے کچھ مسلمان متاثر ہونے لگے تو تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا یہاں تک کہ اس کی کوششوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ فاضل مصنف نے چار ادوار قائم کر کے اس تحریک کی صد سالہ سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے اور اس مسئلہ پر لاہور میں جو کہ ہزاروں جانباز مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ غرضیکہ یہ کتاب اپنے موضوع پر بھرپور معلومات فراہم کرتی ہے۔

خدائے عزوجل فاضل مصنف کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے، اسلام و سنیت کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمیشہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق رفیق بخشے اور ان کے علم و عمل میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ اور جن حضرات نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر اپنی تحریروں و تقریروں سے جہاد کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جنہوں نے اس کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ان سب کو اپنی بارگاہ کی مقبولیت سے نوازے، ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور فتنۂ قادیانیت سے سارے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین

جلال الدین احمد الامجدی
خادم مرکز تربیت افتاء دارالعلوم امجدیہ، ارشد العلوم اوجھاگنج، ضلع بستی
۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ، ۲۲ جون ۲۰۰۰ء

تقریظ جمیل

رئیس القلم ادیب شہیر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
بانی دار القلم ذاکر نگر، دہلی

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم (بروز دوشنبہ، بتاریخ ۱۶؍ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹؍ جون ۲۰۰۰ء) کی تقریبات میں دہلی سے قصبہ گھوسی ضلع مئو اتر پردیش حاضر ہوا۔ عزیز گرامی قدر حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی نے ملاقات کر کے مجھے اور برادر محترم حضرت مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی کو اپنے طویل مقالہ کا بنیادی خاکہ اور بعض اقتباسات کچھ جگہوں سے پڑھ کر سنائے۔

یہ مقالہ قادیانیت اور اس کے گمراہ کن افکار و خیالات سے متعلق تھا۔

عہد رسالت مآب ﷺ سے دور حاضر تک دنیا کے مختلف حصوں میں بے شمار خبط الحواس انسانوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کو اپنی شعبدہ بازیوں کے پر فریب جال کا شکار بنایا۔ جبکہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں پیدا ہوگا۔ نہ ظلی نہ بروزی اور جو شخص اس قسم کی نبوت کا مدعی ہوگا وہ نبی و رسول تو کیا مسلمان بھی نہیں ہوگا اور اس قسم کے دعویٰ کے ساتھ ہی وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

ہندوستان کے اندر تقریباً چار سو سال پہلے سید محمد جون پوری کے نام سے ایک شخص نے ادعائے نبوت کیا تھا اور اس کے کچھ معتقدین حیدر آباد دکن وغیرہ میں آج بھی پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو مہدوی کہتے ہیں اور اپنے معتقدات و نظریات میں بڑے غالی اور متشدد ہوتے ہیں۔

تقریباً سو سال پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے سرزمین پنجاب سے سر ابھارا اور متعدد مراحل کے بعد صراحت کے ساتھ اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور جھوٹا پیغمبر بن بیٹھا اس کی تاریخ کے مطالعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ وہ مجدد و مہدی تو کجا مسلمان

بھی نہیں تھا بلکہ اسے صحیح الدماغ انسان بھی نہیں کہا جاسکتا۔

فاضل مقالہ نگار مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی نے سلیقہ اور حسن ترتیب کے ساتھ اس موضوع پر اپنی تحقیق و مطالعہ کا خلاصہ پیش کیا ہے اور علمائے اہلسنت نے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب و دجال کے خلاف جو زبانی اور تحریری خدمات انجام دی ہیں ان کا اختصار و اجمال کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ کوشش قابل تحسین اور لائق تبریک ہے۔

دعا ہے کہ رب کائنات اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ و طفیل میں عزیز موصوف کی یہ خدمت قبول فرمائے۔ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ علم و عمل میں برکت دے، اور اس طرح کی دینی و علمی خدمت انجام دینے کی مزید توفیق عطا فرماتا رہے۔ (آمین)

یٰسین اختر مصباحی اختر الاعظمی
بانی و مہتمم دارالقلم، ذاکر نگر۔ نئی دہلی
وارد حال دائرۃ البرکات، قصبہ گھوسی، ضلع مئو (یوپی)

مقدمہ

ادیب شہیر حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم صاحب اعظمی (پی ایچ ڈی)
استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی، ضلع مئو، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

عہد رسالت سے لے کر آج تک امت اسلام ہزاروں فتنوں کا ہدف بنتی رہی ہے۔ صدہا ایسے انقلابات رونما ہوئے جن کی زد سے ملت اسلام کو شدید صدمات سے دوچار ہونا پڑا اور مسلمانوں کی شوکتِ اقتدار اور اجتماعیت کو سخت جھٹکے لگے مگر ان تمام فتنوں میں سب سے مہلک، جاں فرسا اور ملت شکن ان نقلی نبیوں کا فتنہ تھا جو نبی آخر الزماں خاتم پیغمبراں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حیات ظاہری کے آخری ایام سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک رونما ہوتا رہا۔ ان کی تحریکی سرگرمیوں نے وقتاً فوقتاً دنیائے اسلام میں ہلچل برپا کی اور وہ مدعیان نبوت عظمت واقتدار، شہرت وثروت کے لئے دینی اجتماعیت کے شیرازہ کو منتشر کرتے رہے۔ انہیں ائمہ ضلال کے بارے میں مخبر صادق خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا

انما أخاف علی امتی الأئمة المضلین وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعمون أنه نبی الله وأنا خاتم النبیین لانبی بعدی (رواه مسلم عن ثوبان)

مجھے گمراہ کرنے والے اماموں سے شدید خطرہ ہے میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونگے ان میں ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

رسول خدا ﷺ نے ان کذابوں کی علامتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ صحابیٔ رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے عرض کیا یارسول ﷺ ہم دور جاہلیت میں بڑے زیان کار تھے اللہ

نے ہمیں نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا۔ لیکن اس خیر و برکت کے بعد کوئی فتنہ تو رونما نہ ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا "بے شک ہوگا" میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس فتنہ کے بعد کوئی بھلائی عرصۂ ظہور میں آئے گی؟ فرمایا "ہاں" لیکن اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے پوچھا کدورت کس قسم کی ہوگی؟ فرمایا "ایسے لوگ ظاہر ہونگے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہوکر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے جو شخص ان کی بات پر عمل پیرا ہوگا اسے جہنم واصل کر کے چھوڑیں گے، میں نے کہا یارسول اللہ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا وہ ہماری قوم میں سے ہونگے ان کا ظاہر تو علم و تقویٰ سے آراستہ ہوگا مگر باطن ایمان وہدایت سے خالی ہوگا۔ وہ ہماری زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے میں نے گذارش کی یارسول اللہ پھر ہمیں کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا اے حذیفہ جب ایسا وقت آجائے تو مسلمانوں کی جماعت کا التزامی طور پر شریک حال رہنا اور مسلمانوں کے امام و خلیفہ کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ اگر ایسا وقت ہو کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ رہے اور انکا کوئی امام بھی نہ ہو تو پھر کیا کرنا ہوگا، فرمایا اگر ایسی حالت رونما ہو تو گمراہ فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تمہیں درختوں کے پتے اور جڑیں چبا کر گزر اوقات کرنا پڑے یہاں تک کہ اس حال میں تمہاری موت آجائے (بخاری و مسلم)

ہلال و صلیب کی جنگ اسلام کے ابتدائی دور میں شروع ہوئی مگر عباسی خلافت کے دور انحطاط میں صلیبی جنگوں کا بڑا خونریز سلسلہ شروع ہوا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمت شجاعت اور جذبۂ ایمانی کی قوت نے عیسائیوں کے عسکری سیلاب کو پوری طاقت سے روک دیا اس وقت یورپ کے مسیحیوں نے یہ محسوس کیا کہ اسلام کو بزور شمشیر مغلوب کرنا مشکل ہے اس لئے انہوں نے حیلۂ و فن سے مسلم سوسائٹی سے ایسے ناقص العقیدہ، منفی ذہنیت رکھنے والے مسلمانوں کو منتخب کیا جو دولت و شہرت کے حریص اور مکر و دغا کے پیکر تھے انہوں نے اسلام کے اساسی و فروعی احکام و مسائل میں دسیسہ کاری کی، قرآن و حدیث کی گمراہ کن تفسیر و تعبیر سے ایسے عقیدے گڑھے جو سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور دین کی حقیقی روح سے بیزار کرنے میں معاون ثابت ہو سکیں۔ انگریز مسیحیوں نے برصغیر ہند پر اپنے اثر و اقتدار کے زمانے میں جہاں مسیحیت کی برملا تبلیغ کر کے ہزاروں مسلمانوں کو کافر و مرتد بنایا وہیں ایسے نام نہاد مسلمانوں کو شہہ دی جو اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے اعتقاد و اعمال میں تذبذب اور تشکیک کی لہر پیدا کر دیں اور اس طرح ملت بیضاء کے

اجتماعی شیرازہ کو منتشر کردیں۔

ایسے ہی گندم نما جو فروش اسلام شکن، باطل پرست، عیار و مکار لوگوں میں مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء تا ۱۹۰۸ء بھی تھا۔ اس کے والد حکیم غلام مرتضیٰ طبیب تھے اپنے لڑکے کو ابتدائی عربی کی تعلیم کے بعد ایک شیعہ عالم اور دیگر علماء سے معقولات و منقولات کا درس دلایا پھر اپنے پیشہ سے وابستہ کرنے کے لئے طب کی تعلیم دی مگر وہ بھی ناقص رہی اس طرح مرزا غلام احمد ''نیم ملا خطرۂ ایمان اور نیم حکیم خطرۂ جان'' کا مصداق بن کر رہ گیا۔

اس نے کسب معاش کے لئے سیالکوٹ جاکر کچہری کی ملازمت اختیار کی پھر وہ لاہور آگیا جہاں اس نے جدال و مناظرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا پہلے آریوں سے چھیڑ خوانی کی پھر عیسائیوں کے مقابلے میں آیا۔ اس دور میں وہ مسلسل آریوں کے پرچارک اور عیسائی مبلغوں سے دست گریباں رہتا اس طرح وہ مسلمانوں میں مقبول ہونے لگا اس دور میں وہ اسلام کا محافظ بنا رہا جس سے اس کی قدر و منزلت بڑھتی چلی گئی۔ کچھ دنوں بعد وہ لاہور سے قادیان آگیا اور بدستور آریوں اور مسیحیوں کو چیلنج دیتا رہا اور انکے خلاف اشتہارات اور رسائل شائع کرتا رہا پھر اس نے اپنے تقدس کی دوکان آراستہ کیا اور الہامی شخصیت بن کر لوگوں کو اپنا معتقد بنانے لگا بیت الفکر میں بیٹھ کر وہ الہامات کی باتیں گڑھتا۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے لگا۔ خوشامدی، مفت خورے ہر طرف سے اُمڈ، آئے لنگر جاری کردیا تاکہ اس کا نمک خوار گھوم گھوم کر قادیانی کی الہامی شخصیت کا پرچار کرے۔ پھر تو قادیانی پر نذر و نیاز اور فتوحات کے دروازے بھی کھل گئے لوگ اس سے بیعت کی درخواست کرتے وہ کہتا۔

> ابھی ہم کو کسی سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا ہے اس وقت تک صبر کرو جبکہ اس بارے میں حکم خداوندی آپہونچے۔ (ائمہ تلبیس ص ۳۴۶)

براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مرزا قادیانی نے مجددیت کا دعوی کیا وہ اپنی ذات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا تھا۔

اسے کشف کے ذریعہ حضرت عیسیٰ کی قبر سے آگاہ کیا گیا اس انکشاف سے حضرت عیسیٰ کی روح عود کر آئی لہذا مہدی منتظر وہی ہے۔ وہ روح عیسی اور اپنے مہدی ہونے کی بنیاد پر دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیتے ہیں بناء بریں ان کی ہر بات حق و صدق کا مظہر ہے جس

سے کسی شخص کو مجال انکار نہیں اس لئے کہ ان کی ہر بات خدا کی بات ہوتی ہے۔

مرزا نے صرف مجدد اور مہدی ہونے ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ وہ اس امر کا مدعی بھی ہوا کہ ذات خداوندی اس میں حلول کر آئی ہے پھر اس نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں سورج اور چاند کو گرہن لگا تھا۔ مرزا نے دعوی کیا کہ یہ کسوف و خسوف اس کے معجزے کے طور پر ظہور پذیر ہوا ہے جس سے اس کے دعوئے رسالت کی تصدیق ہوتی ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

آنحضور کے لئے چاند کو گرہن لگا تھا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو۔

مرزا کے ایک مرید نے اس کی تشریح اس طرح کی۔

خسوف قمر جب آنحضور کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے تو میری نبوت سے کیوں کر مجال انکار ہو گی جبکہ میرے لئے آفتاب و ماہتاب دونوں کو گرہن لگا۔ (الرد علی کتاب المسئلۃ القادیانیۃ ص ۱۲۱) (بحوالہ اسلامی مذاہب، ص ۳۸۰)

مرزا اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا کہ مسلمان حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ راسخ رکھتے ہیں اور وہ نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے اندر ضلالت و گمراہی پھیلانے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گا اس لئے اس نے ختم نبوت کی من گھڑت تشریح اس طرح کی۔

نبی کریم کے خاتم الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی صاحب الختم ہیں اور کوئی شخص آپ کی انگوٹھی (خاتم) سے کسب فیض کئے بغیر نعمت وحی سے مستفید نہیں ہو سکتا امت محمدی مکالمہ و مخاطبہ ربانی کے شرف سے کبھی محروم نہ ہو گی کیوں کہ ختم کرنے والے صرف آپ ہیں آپ کی انگوٹھی ہی سے حصول نبوت ممکن ہے اس لئے کہ ہونے والے نبی کا امت محمدی میں سے ہونا ضروری ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۷، بحوالہ اسلامی مذاہب ص ۳۸۰)

دوسرے مقام پر لکھتا ہے۔

اگر میں آپ کی امت سے نہ ہوتا اور آپ کے طریقہ کی پیروی نہ کرتا تو مکالمہ ربانی سے مشرف نہ ہو پاتا اگرچہ میرے اعمال پہاڑ کے برابر ہوتے اسلئے کہ نبوت محمدی کے سبب سب نبوتیں منقطع ہو چکی ہیں لہٰذا آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہ ہو گا البتہ غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں مگر ان کا آپ کی امت میں سے ہونا ضروری ہے۔

(التجلیات الالٰہیہ، ص ۲۴، بحوالہ اسلامی مذاہب، ص ۳۸۱)

مرزا کے دعوؤں کی آخری منزل یہ تھی کہ وہ خدا کا رسول اور مخاطب ہے شریعت

محمدی کا مفسر و مجدد ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں پر اس کا جادو چل جائے اور وہ اس حکمت میں کامیاب رہا اس کی تحریک پروان چڑھتی رہی۔ اندرونِ ہند و بیرون ہند اس کی تحریک کے پرزور کارکن پیدا ہوگئے اس کے پس پردہ انگریزوں کی سازشی ذہنیت کام کرتی رہی اور برطانوی حکومت قادیانیت کی شہرت و اشاعت میں بھرپور تعاون کرتی رہی جس کے صلہ میں مرزا برطانوی اقتدار کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے اپنے بیانات جاری کرتا رہا۔

میں نے بارہا اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ اسلام دو اصولوں پر قائم ہے۔

۱- پہلا یہ کہ اللہ کی اطاعت کریں

۲- دوم یہ کہ اس حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہوں جس کے عہد حکومت میں ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہو اور ہماری جانیں ظالموں سے محفوظ ہوں اور یہ برطانوی حکومت ہے۔

انگریزوں کی ناشکری حرام ہے جب تک وہ مذہب میں بنیادی تبدیلی نہ کریں جہاد ختم ہو چکا ہے اسلئے کہ اس کے غایات و مقاصد باقی نہیں رہے۔ دین میں فتنہ پروری کا انسداد ہو جانے کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

(تبلیغ الرسالہ ص ۱۷، بحوالہ اسلامی مذاہب ۳۸۳)

ان اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا کی تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں سے روح اسلام کو ختم کردینا اور انہیں برطانوی سامراج کا غلام بنانا ہے۔ ختم جہاد کا فتوی اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ مسلمان انگریزوں کے خلاف عسکری قوت کا استعمال ترک کردیں اور ہمیشہ کے لئے ان کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈال لیں۔

مرزا غلام احمد کی موت ۲۱ر مئی ۱۹۰۸ء کے بعد بھی اس کے ماننے والوں کی جماعت اپنی تنظیم اور اپنے باطل عقائد و افکار کی ترویج و اشاعت میں آج تک مصروفِ عمل ہے اور یہ فتنہ ہندوپاک سے زیادہ مغربی بلاد و اَمصار میں پھیل رہا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے باطل عقائد وافکار سے مسلمانوں کو روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ اہل حق مرزا کی جھوٹی نبوت اور اس کے باطل افکار و آراء سے دنیا کو آگاہ کرتے رہے ہیں۔

اس سلسلے کا ایک مبسوط مقالہ عزیز گرامی مولینا فروغ احمد صاحب مصباحی نے بڑی محنت وکاوش کے ساتھ تحریر کیا ہے جس میں احمدی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی

زندگی اور اس کے گمراہ کن افکار وادعاء کا جائزہ مستند تاریخی حوالوں کی روشنی میں لیا ہے۔ اور اجمالی طور پر مرزائیت کے انسداد وابطال کے لئے علماء اسلام کی تحریری کاوشوں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی عملی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

عزیز موصوف سنجیدہ فکر اور تعمیری ذہن رکھنے والے خاموش طبع عالم ہیں۔ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کرتے ہیں اس کتاب میں بھی انہوں نے اپنے وسیع مطالعہ اور تحقیقی شعور کا مرقع پیش کیا ہے اور امت مسلمہ کو مرزائی دجل وفریب سے باخبر کرنے کی جدوجہد کی ہے۔ یقیناً یہ قلمی کاوش لائق تحسین وآفرین ہے۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم خاتم المرسلین ﷺ کے صدقے میں مولانا کی اس تصنیف کو قبول عام کا درجہ عطا فرمائے اور مولانا کو مزید تصنیفی وتحریری کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عاصم اعظمی

استاذ جامعہ شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، یوپی

۲۴ر جون ۲۰۰۰ء

پہلا باب

قادیانیت

• تعارف • محاسبہ • رد

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

مسلمان ہونے کے لئے خدا اور رسول کی طرف سے بیان کردہ کچھ بنیادی عقائد و نظریات کو دل سے ماننا ضروری ہے جس کے بغیر مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ساتھ ہی یہ بھی لازم ہے کہ کسی ایسی چیز کا انکار بھی نہ ہو جس کے بارے میں قطعیت اور تواتر سے ثبوت فراہم ہو چکا ہو اور عوام تک یہ جانتے ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی ہے، ایسی ہی چیزوں کو ضروریات دین کہتے ہیں۔

ہمارے رسول نے جن باتوں کی تعلیم دی ہے انہیں میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ آپ کی ذات پر ختم ہو چکا، آپ کے بعد کوئی دوسرا نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا، یعنی آپ خاتم الانبیاء والمرسلین اور خدا کے آخری نبی ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی ماننا ایسے ہی ضروری ہے، جیسے خدا کو ایک ماننا، فرشتوں اور آخرت پر اور قرآن کے کتاب الٰہی ہونے پر ایمان لانا، پنجوقتہ نمازوں کو فرض جاننا وغیرہ ضروری ہیں اور جیسے ان باتوں کا انکار کفر ہے ویسے ہی حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار بھی کفر ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن اور بے شمار احادیث دلالت کرتی ہیں۔

ختم نبوت کا ثبوت قرآن سے :

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

آیت ۱) ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب)

ترجمہ: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیاء کو ختم کرنے والے یعنی آخری نبی ہیں۔

آیت ۲) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند کیا۔

ختم نبوت کا ثبوت احادیث سے :

حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث۱) انا خاتم النبیین لانبی بعدی (مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۹۶/ ترمذی ج۲، ص ۴۵)

ترجمہ: میں انبیاء کا خاتم یعنی سب سے آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث۲) مثلی و مثل النبیین کمثل رجل بنی داراً فاتمها الا لبنة واحدة فجئت انا و أتممت تلك للبنة (مسلم ج۲، ص ۲۴۸)

ترجمہ: میری اور انبیاء کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی۔

حدیث۳): فی امتی کذابون دجالون سبعة و عشرون منهم اربع نسوة و انی خاتم النبیین لانبی بعدی (مسند امام احمد جلد ۵، ص ۳۹۶)

ترجمہ: میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے، ان میں چار عورتیں ہوں گی، حالانکہ بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ اجماعی ہے :

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام نے ان آیات و احادیث میں مطلقاً نبوت کی نفی فرمائی ہے۔ اگر کوئی مدعیٔ نبوت یہ دعویٰ کرے کہ میں نئی شریعت کے ساتھ نبوت کا دعویدار نہیں بلکہ شریعت محمدی کے ساتھ نبی ہوں تو بھی یہ دعوی جھوٹا ہی ہوگا، نیز یہ بات بھی صاف ہے کہ خاتم بمعنی آخری نبی ہے، جیسا کہ حدیث "لانبی بعدی" اس پر دلالت کرتی ہے، یہ لفظ متعدد متواتر حدیثوں میں وارد ہے اور صحابہؓ کرام سے لے کر اب تک پوری امت مسلمہ کا اسی مفہوم (آخری نبی) پر اجماع ہے اور اسی وجہ سے سلف سے خلف تک کے ائمہ دین نے حضور علیہ السلام کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، حضور فرماتے ہیں:

"لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب" (ترمذی ج۲، ص ۲۰۹) اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو یقیناً وہ عمر ہوتے۔

اس سے صاف واضح ہے کہ حضور کے بعد کسی قسم کے نبی ہونے کا امکان ہی نہیں ہے، اگر امکان ہوتا تو عمر نبی ہوتے، مگر وہ نبی نہیں ہوئے، تو اب کسی اور کا دعوائے نبوت سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کذالك (یکفر) من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی الله تعالیٰ علیه

و سلم او بعده فهولاء كفار مكذبون للنبى صلى الله عليه و سلم لان صلى
الله عليه و سلم اخبر انّه خاتم النبيين ولا نبى بعده وأخبر عن الله تعالى
عنه خاتم النبيين و انه ارسل كافة للناس و اجمعت الامة على حمل هذا
الكلام على ظاهره و ان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا
شك فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اجماعاً و سمعا "(شفا شریف ج ۲، ص
۲۴۶/۲۴۷)

ترجمہ: یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں، لہٰذا جو لوگ اس کا خلاف کریں، وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن وحدیث سب بلاشبہ کافر ہیں"

دور عالم گیر اورنگ زیب کے علماء کا بھی یہی عقیدہ تھا:

" اذا لم يعرف الرجل ان محمداً صلى الله تعالىٰ عليه و سلم آخر الانبياء فليس بمسلم "(فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۶۳)

ترجمہ: "جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں"

حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے پر احادیث کریمہ اور ارشادات سلف وخلف نص جلی ہیں، چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے ایک سو تیس احادیث اور تیس ارشادات علماء سے اس مسئلہ کو واضح فرمایا ہے، تفصیل کے لئے ان کا رسالہ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ کا مطالعہ کیجئے۔

فقیہ اعظم مفتی محمد شریف الحق امجدی شارح بخاری صدر شعبہ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ فرماتے ہیں:

"خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ایسا قطعی یقینی معلوم و مشہور ہے، جس میں کسی قسم کے شبہے کی گنجائش نہیں، جسے علماء تو علماء عوام بھی جانتے ہیں، اگر عوام سے پوچھا جائے کہ "خاتم النبیین" کے معنی کیا ہیں؟ تو وہ بھی بلا توقف بتادیں گے کہ "آخری نبی" اسی وجہ سے یہ ضروریات دین سے

ہے"(مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص ۱۷)

شفاء قاضی عیاض کی جو عبارت ہم نے اوپر ذکر کی ہے۔ جس میں خاتم بمعنی آخری نبی ہونے کا ذکر ہے، وہی عبارت دیوبندی جماعت کے معتبر مفتی مولانا محمد شفیع نے بھی قادیانی کے دعوائے نبوت کے رد میں سند کے طور پر پیش کیا ہے، یہ عبارت ان کی کتاب "ختم النبوۃ فی الآثار" میں منقول ہے۔

نانوتوی کا شگوفہ:

لیکن اس بنیادی، قطعی واجماعی عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہ جانے دیوبند کے مولانا قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کو کیا سوجھی کہ وہ ختم نبوت بمعنی آخری نبی ہونے کا انکار کر بیٹھے اور نبوت کا دروازہ جسے اللہ تعالیٰ نے بند فرمادیا اور رسول نے جس پر مہر لگادی اور زمانۂ رسول سے تاحال کسی صاحب ہوش وخرد اور سلیم الحواس شخص نے جس کو کھولنے کی جسارت نہیں کی۔ اسے زبردستی کیوں کھولنا چاہتے ہیں، اس کا داعیہ سمجھ میں نہیں آتا، آیا وہ خود اس دروازے سے اندر داخل ہونا چاہتے تھے، یا کسی اور کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے، اگر پہلا داعیہ کار فرما تھا تو جانے پھر وہ اس کی جرات کیوں نہیں کر سکے؟ شاید دروازہ کھولنے ہی سے امت مرحومہ میں جو غیر معمولی ہلچل اور بے چینی و نفرت و بے زاری پیدا ہوگئی تھی اسے جناب نے محسوس کر لیا ہو اور آگے قدم نہ بڑھا سکے ہوں، اس بیزاری اور عام مخالفت کا ذکر مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے:

> "جس وقت مولانا (قاسم) نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی ہے، کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ" (الافاضات الیومیہ ج ۴، ص ۵۸۰)

مولانا نانوتوی نے نبوت کا بند دروازہ جو کھولا، تو تاک میں بیٹھے مرزائے قادیان غلام احمد نے موقع غنیمت جانا اور جلدی سے اس میں گھسنے کی جسارت کر ڈالی۔

اب ہم بلا تاخیر وہ عبارت نقل کر رہے ہیں، جس میں ختم نبوت بمعنی آخری نبی ہونے کا، انکار کیا گیا ہے، قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

> "اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہئے کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی

ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب یادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے۔

آخر اس وصف میں اور قدو قامت، شکل ورنگ، حسب ونسب، سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ کیا فرق ہے؟ جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔

دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہے، کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں، اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لئے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے۔ جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے، البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔

پر جملہ ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم'' اور جملہ ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' میں کیا تناسب تھا؟ جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک قرار دیا۔

اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں، اگر سدباب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے، بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سدباب کو خود بخود لازم آجاتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳ر۴)

فقیہ اعظم حضرت مفتی شریف الحق امجدی فرماتے ہیں کہ

''یہ کل سترہ وجوہ ہوئے جن سے نانوتوی صاحب نے اپنا یہ عقیدہ

ثابت کیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں بلکہ نبی بالذات کے ہیں۔ نیز یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا کسی طرح لازم نہیں" (مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص ۲۵)

مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں صرف نبی بالذات کے ہیں، جسے آخر الانبیاء ہونا لازم بھی نہیں۔ اسی وجہ سے انہوں (نانوتوی) نے (تحذیر الناس کے) ص ۱۴ و ۲۸ پر صاف صاف بلا کسی ابہام کے لکھ دیا۔

اگر حضور کے زمانے میں کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا" (ایضاً ص ۲۸)

مفتی صاحب نے نانوتوی صاحب کی عبارت پر تیرہ مواخذے کئے ہیں، تفصیل کے لئے کتاب مذکور دیکھئے۔ اخیر میں لکھتے ہیں:

"اب ناظرین سے سوال ہے کہ کیا اتنے کفریات کے ارتکاب کے باوجود بھی تحذیر الناس کے مصنف نانوتوی صاحب مسلمان ہی رہے؟ کیا اب بھی ان کی تکفیر فرض نہیں تھی، اس کا فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں" (ایضاً ص ۳۰)

نانوتوی اور قادیانی دونوں کے نزدیک نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

ابھی اوپر گزرا کہ نانوتوی کے نزدیک خاتم النبیین بمعنیٰ آخری نبی نہیں، بلکہ نبی بالذات ہے، جسے آخری نبی ہونا لازم بھی نہیں، بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا یعنی حضور کے بعد نبی پیدا ہو سکتا ہے۔

یہی عقیدہ مرزائی کا بھی ہے، مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی اپنی کتاب "تحفۂ قادیانیت" ص ۶۷۰ پر لکھتے ہیں:

"قادیانی مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ نہیں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آخری نبی ہیں، نہ یہ کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ آئندہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ (تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا ص ۳۹۲)

نانوتوی اور مرزائی دونوں کے خیالات بالکل یکساں ہیں، دونوں عبارتوں کو ایک بار پھر پڑھئے اور غور کیجئے کہ دونوں کے یہاں نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جمہور امت کے نظریے کے خلاف دونوں کی نظریاتی یکسانی کہیں ایک ہی آقا (انگریز) کے اشارے پر منصوبہ بند سازش تو نہیں ہے؟ فرق اتنا سا ہے کہ دروازہ دونوں نے کھولا، مگر اندر ایک ہی داخل ہو پایا، دوسرا اڑ گیا یا داخل ہونا چاہتا تھا، لیکن اس سے پہلے ہی مر گیا[1] یا نانوتوی صاحب نے قادیانی ہی کے لئے پہلے سے دروازہ کھولا[2] ختم نبوت کے معنی میں نانوتوی اور قادیانی دونوں کے ہم عقیدہ ہونے ہی کی وجہ سے، یوسف لدھیانوی دیوبندی نے قادیانیوں کی تردید و تکفیر کی، تو پلٹ کر ایک قادیانی نے کہہ دیا کہ تم دیوبندی! ہماری تردید و تکفیر کا کیا حق رکھتے ہو، ہم اور ہمارے مرزا تو وہی بات کہہ رہے ہیں، جو تمہارے نانوتوی صاحب پہلے کہہ گئے ہیں۔ اگر ہم کافر ہیں تو تم اور تمہارے نانوتوی بھی کافر ہیں۔

ع دونوں اس حمام میں ننگے ہی ہیں

۱۔ نانوتوی صاحب ۱۲۹۷ھ مطابق میں انتقال کر گئے، جب کہ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرا۔

۲۔ قادیانی سے پہلے نانوتوی صاحب کا عقیدہ سامنے آیا اور قادیانی کے دعوی سے پہلے ہی مر گئے۔

انکارِ ختمِ نبوت اور دعوائے نبوت کا حکم

ختمِ نبوت یعنی حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا، جھوٹا دعوائے نبوت کرنا، اور ایسے نبی کو ماننا حضور کی گستاخی، کفر اور ارتداد ہے اور اس کی سزا قتل ہے، چنانچہ حضور کے دور میں اسود عنسی کذاب نے جو نبوت کا دعویٰ کیا تو خود حضور نے اس کے قتل اور سرکوبی کے لئے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل کو صنعا بھیجا اور حضرت فیروز دیلمی صحابی کے ہاتھوں اس کا قتل ہوا اور اس کے قتل پر حضور نے خوشی کا اظہار کیا اور حضرت فیروز کو کامیاب کہا۔

یوں ہی مسیلمہ کذاب اور طلیحہ بن خویلد اور سجاح بنت حارث نے دعوائے نبوت کیا تو حضرت صدیق اکبر نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں اسلامی لشکر بھیجا اور مسیلمہ سمیت اس کے ماننے والے ۲۸ ہزار منکرین ختم نبوت قتل کیے گئے۔ پھر بعد کے زمانوں میں بھی مدعیانِ نبوت اور ان کے متبعین کے لئے کفر وارتداد کی پاداش میں علمائے عصر نے قتل کا حکم دیا اور مسلم بادشاہوں نے ان پر عمل کر کے انہیں قتل کیا اور پھانسیوں پر لٹکایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کا حکم:

امام احمد رضا فاضل بریلوی مرزا قادیانی اور اسکے ماننے والوں کا شرعی حکم کفر وارتداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے، اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لئے مانے، قال الله تعالیٰ ولکن رسول الله وخاتم النبیین و قال صلی الله تعالیٰ علیه و سلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ـ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شك فی کفرہ فقد کفر ـ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار، جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ

شک کرے، وہ خود کافر مرتد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۳۳۴)

ان کے کچھ اور احکام:

امام احمد رضا فاضل بریلوی ایک اور سوال کے جواب میں مرزائیوں کے لڑکوں کے ساتھ رشتہ کرنے اور دیگر معاملات کا حکم شرعی یوں بیان فرماتے ہیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین (۱) اس مسئلہ میں کہ زید نے باوجود اس علم کے کہ مرزائی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور انکے کافر و ملحد ہونے کا فتویٰ تمام علمائے اسلام دے چکے ہیں۔ پھر بھی اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرزائی کے لڑکے کے ساتھ کر دیا، اب زید کو گمراہ اور بد عقیدہ سمجھا جائے یا نہیں؟ اور زید کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی شادی اور غمی میں شریک ہونا اپنے یہاں اس کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ ایسا کریں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ لڑکا اپنے باپ کے مذہب پر تھا اور اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا یہ مذہب ہے اور دانستہ لڑکی اس کے نکاح میں دی تو یہ لڑکی کو زنا کے لئے پیش کرنا ہے اور پرلے سرے کی دیوثی ہے، ایسا شخص سخت فاسق ہے، اراس کے پاس بیٹھنا تک منع ہے، قال اللہ تعالیٰ واما یُنسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین ، ورنہ اس کے سخت بے احتیاط اور دین میں بے پرواہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ، اور اگر ثابت ہو کہ وہ واقعی مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے۔ اس بنا پر یہ تقریب کی تو خود کافر مرتد ہے۔ علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت باتفاق فرمایا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر ۔ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت، حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اسکے جنازہ پر جانا حرام، اسے مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام قال اللہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منھم مات و لا تقم علی قبرہ

ایک اور سوال ہوا تو فرمایا:

سوال: مرزائیوں کے لڑکوں کو جو ابھی سن شعور کو نہیں پہنچے اور اپنے ماں باپوں کے رنگ میں رنگے ہیں اور ہر امر میں انہیں کے ماتحت ہیں، کیا سمجھنا چاہئے؟ مرزائی یا غیر

مرزائی۔

جواب: وہ سب مرزائی ہیں مگر وہ کہ عقل و تمیز کی عمر کو پہنچا اور اچھے برے کو سمجھا اور مرزائیوں کو کافر جانا اور ٹھیک اسلام لایا، وہ مسلمان ہے۔ یہ اس حالت میں ہے کہ ماں بھی مرزائی ہو اور اگر ماں مسلمان ہو، اگرچہ اپنی شامتِ نفس یا اپنے اولیا کی حماقت یا ضلالت سے مرزائی کے ساتھ نکاح کر کے زنا میں مبتلا ہے، اب جو بچے ہوں گے، جب تک نا سمجھ رہیں گے اور سمجھ کی عمر پر آ کر خود مرزائیت اختیار نہ کریں گے، اس وقت تک وہ اپنی ماں کے اتباع سے مسلمان ہی سمجھے جائیں گے، فان الولد یتبع خیر الابوین دینا فکیف من لیس له الا الام فان ولدا الزنا لا أب له

(فتاویٰ رضویہ ج۶، ص۵۱)

جھوٹے مدعیان نبوت

مال و دولت، اقتدار و حکومت، عزت و وجاہت اور ناموری و شہرت کی طلب وجاہت انسانی فطرت میں داخل ہے، ان چیزوں کے حصول کے لئے انسان وہ سب کام کر ڈالتا ہے جس کی اجازت نہ عقل دیتی ہے اور نہ دین۔ اس مقصد کے لئے جان و مال عزت و آبرو حتی کہ ایمان بھی داؤں پر لگادیا جاتا ہے، جس کی گواہی میں آدم سے لے کر حال کی تاریخ میں بے شمار واقعات آسانی سے مل جائیں گے۔

الوہیت کے بعد نبوت سب سے بڑا منصب ہے، اس منصب کے لئے سب سے اشرف مخلوق انسانوں میں سے ایسے مومن مرد کا انتخاب خداوند قدوس خود کرتا ہے، جو تمام انسانی خصائل حمیدہ کا جامع ہو، نبی اپنے دور کا انسان کامل ہی نہیں بلکہ مومن کامل ہوتا، اور خدائی انتخاب ہوتا ہے، اس میں کسب کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا کہ کوئی مرد یا عورت اپنے اخلاق و اعمال اور غیر معمولی صلاحیتوں اور کوششوں سے اسے حاصل کر سکے۔

نبوت کی اس نا قابل انکار حقیقت کے باوجود بعض لالچی، نفس پرست اور مکار لوگ اپنی عقل وذہانت، علم و دانائی اور اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر اس خدائی منصب پر از خود فائز ہونے کی ناپاک و ناکام جرأت سے باز نہیں رہے اور جھوٹا دعوائے نبوت کر بیٹھے، مرد تو مرد عورتیں بھی پیچھے نہیں رہیں۔

دور رسالت سے اب تک دعوائے نبوت کا یہ سلسلہ جاری ہے، ابھی چند سال پہلے کی بات ہے اخبارات اور رسالوں میں خبر چھپی کہ ندوہ کے پڑھے ہوئے مسیح الدین ندوی نامی ایک شخص نے حیدر آباد دکن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور وہاں مخالفت ہوئی تو ناگپور میں آکر پناہ لی اور گمنامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوا۔ تاریخ اسلام میں اس طرح کے بہت سے افراد ملیں گے جنہوں نے دعوائے نبوت کیا، ان میں بعض بہت مشہور ہوئے اور بعض گمنام ہو گئے۔ بذریعہ وحی حضور کو معلوم تھا کہ بعض جھوٹے نبی پیدا ہونگے، لہٰذا آپ نے پہلے ہی ان لوگوں سے امت کو آگاہ فرمادیا تھا، آپ فرماتے ہیں۔ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لانبی بعدی (مسند احمد ج ۵، ص ۲۷۸) بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا، جبکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ دور رسالت کے مشہور مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور سجاح بنت حارث گزرے ہیں۔

اسود عنسی :- اس کا اصل نام عیلہ تھا، عنس بن قدحج سے نسبت کی وجہ سے عنسی مشہور ہوا۔ یہ ایک چرب زبان کاہن تھا۔ اس نے اپنی چرب زبانی اور کہانت کے زور پر بہت سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اپنا گرویدہ اور پیروکار بنالیا، جب ان لوگوں پر اس نے پورا قابو پالیا تو نبوت کا دعویٰ کردیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے، جو فرشتہ وحی لاتا ہے، وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے، اسی وجہ سے اسے ''ذوالحمار'' گدھے والا کہا جاتا ہے، اس کی پیشگوئیوں سے متاثر لوگوں نے بلالیت ولعل اسے نبی مان لیا۔

سرکوبی :- اس نے اپنے پیروکاروں پر مشتمل لشکر تیار کرکے یمن کے دارالسلطنت صنعاء پر دھاوا بول دیا، یہ دور رسالت کی بات ہے، اس وقت صنعاء پر حضور علیہ السلام کے مقرر کردہ شہر بن باذان حاکم تھے، جو مقابلے میں شہید ہوگئے اور اسود صنعاء کا حاکم بن گیا، اور ان کی بیوہ مرزبانہ کو جبراً اپنے عقد میں لے لیا۔ جب حضور کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل کو جو یمن کے دیگر علاقوں کے حاکم تھے، اس جابر وملعون مدعیٔ نبوت کی سرکوبی کے لئے متعین فرمایا۔

ان دونوں حضرات نے مرزبانہ سے رابطہ کرکے اسود عنسی کے قتل کا منصوبہ ترتیب دیا۔ ایک رات مرزبانہ نے اسود کو کافی مقدار میں خالص شراب پلا کر مدہوش کردیا اور مرزبانہ کے چچازاد بھائی حضرت فیروز دیلمی اپنے ساتھیوں کی مدد سے مکان میں نقب لگا کر اندر داخل ہوگئے اور ملعون کا کام تمام کردیا، پہرے داروں نے ملعون کی خوفناک آواز سنی تو گھبرا کر دوڑے لیکن مرزبانہ نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے انہیں روک دیا کہ خاموش رہ۔ تمہارے نبی پر وحی اتر رہی ہے، پھر وہ خاموشی سے چلے گئے۔

جب اذانِ فجر میں موذن نے ایک شہادت کا اضافہ کرکے کہا: **اشهد ان عیلة کذاب** '' تو سب کو قتل کی اطلاع ہوگئی اور اس کے پیروکار میں سے بہت سے مارے گئے اور بہت سے مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

فوراً یہ خوشخبری مدینہ بھیجی گئی، مگر جب تک حضور کا وصال ہوچکا تھا، رحلت سے ایک رات پہلے بذریعہ وحی الٰہی آپ نے ارشاد فرمادیا تھا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے اسے مارا ہے، اس کا نام فیروز ہے، پھر فرمایا '' فاز فیروز '' فیروز کامیاب ہوگیا، اس طرح یہ ناپاک مدعی نبوت انجام کو پہونچا۔

مسیلمہ کذاب :- اس کا نام مسیلمہ بن ثمالہ تھا، باختلاف روایت نو ہجری یا

دس ہجری میں نجد کے وفد بنو حنیفہ کے ساتھ یہ بھی مدینہ آیا، اس کے سوا تمام ارکان وفد نے حاضر دربار رسالت ہو کر اسلام قبول کر لیا، مگر یہ محروم رہا، حضور نے اس کی قیامگاہ جاکر فرمایا ''اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو حق تعالیٰ تجھے ہلاک فرمائے گا''۔

ایک دوسری روایت کے مطابق یہ بھی مسلمان ہو گیا تھا، مگر نجد جاکر مرتد ہو گیا، نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا، شراب و زنا کو حلال کیا، نماز کی فرضیت ساقط کر دی یہ ایک بوڑھا اور انتہائی مکار انسان تھا، اس نے حضور کے نام ایک خط میں لکھا کہ زمین، آدھی ہماری ہے اور آدھی قریش کی، مگر قریش زیادتی کرتے ہیں، حضور نے جواباً اسے لکھا ''اللہ کے رسول محمد کی طرف سے جھوٹے مسلیمہ کی طرف، اما بعد! کل روئے زمین اللہ کی ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اس کا وارث بناتا ہے اور بھلی عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے''

سرکوبی :- یہ حضور کے بعد بھی زندہ رہا، خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر کے زمانے میں صحابہ کی اجماع اور مشورے سے حضرت خالد بن ولید نے چوبیس ہزار لشکر کی مدد سے اس کی سرکوبی کے لئے جہاد کیا، مسلیمہ چالیس ہزار لشکر جرار کے ساتھ مقابلے پر آیا، مگر خدائی مدد کے آگے ناکام ہوا اور جہنم رسید ہوا، اس عظیم جہاد میں بارہ سو صحابہ و تابعین نے اٹھائیس ہزار منکرین ختم نبوت محمدی کو جہنم رسید کر کے جام شہادت نوش کیا۔

سجاح بنت حارث :- یہ ایک عورت تھی، جس نے بنی تغلب میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا، چند ہوس پرست اس کے ہمنوا ہو گئے، یہ مسلیمہ ہی کے دور کی ہے، جھوٹے نبی نے جھوٹی مدعیۂ نبوت کی مقبولیت سے خائف ہو کر مبارکباد اور تحفے بھیجے اور ملاقات کر کے شادی بھی کر لی، مہر میں سجاح کے پیروکاروں سے صبح و عشاء کی نماز ساقط کر دی گئی۔

اتنے میں حضرت خالد کا لشکر آپہونچا اور ان پر غالب آیا، ایک روایت کے مطابق سجاح اور اس کے پیروکاروں نے اسلام قبول کر لیا۔

طلیحہ :- عہد نبوت کے بعد اس نے دعوائے نبوت کیا، یہ قبیلہ بنی اسد سے تھا، اس کی سرکوبی کا فریضہ بھی دور صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کے ذریعہ انجام پایا، قبیلہ فزار کے لوگ اس کے پیروکار تھے۔ حضرت صدیق اکبر نے خالد بن ولید کی کمان میں اس کی سرکوبی کے لئے اسلامی لشکر بھیجا۔ حضرت خالد بنی طے میں پہونچے اور کوہ سلمی اور کوہ جاوا کے درمیان یہ لشکر ٹھہر گیا۔ آس پاس کے مسلمان بھی شریک لشکر ہو گئے، سب نے مل کر طلیحہ اور اس کے مکار حواری علیعہ بن حصین فزاری اور دیگر فزاریوں سے جنگ کی

فزاریوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، اور وہ اپنے سردار علیحہ سمیت اپنے جھوٹے نبی طلیحہ کو بے یار ومددگار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

انجام :- طلیحہ نے پہلے تو فرار کی راہ اختیار کی، لیکن بعد میں امان لے کر حضرت خالد بن ولید کے پاس حاضر ہو گیا اور مسلمان ہو گیا، حتی کہ جہادوں میں حصہ لیا، ایران کے محاذوں پر حضرت سعد بن وقاص کی قیادت میں جہاد کیا اور دور فاروقی میں حضرت ساریہ کیساتھ جنگ نہاوند میں شرکت کی اور شہادت پاکر داخل جنت ہوا اور انجام بخیر ہوا۔

مختار ابن عبید ثقفی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا جس کی سر کوبی حضرت مصعب بن زبیر نے فرمائی۔ زمانۂ خلافت راشدہ کے بعد بھی کچھ طالع آزماؤں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ارتداد و دعوائے نبوت کی وجہ سے انہیں مسلم حکمرانوں اور اس عہد کے علماء و مشائخ نے انہیں خارج از اسلام قرار دینے کے ساتھ ساتھ گرفتار کر کے سزائے موت دی ، حتی کہ بعض عرصے تک عبرت کے لئے سولی پر لٹکا کر رکھے گئے۔

عبد الملک بن مروان کے زمانے میں حارث نام کے ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا اور اپنے شرعی اور منطقی انجام کو پہونچا۔

ہارون رشید کے دور میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں، کیوں کہ (اصلی) نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نوسو سال تھی، جو ایک ہزار سے پچاس کم تھی، جس کے پورا کرنے کیلئے اب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے دعویٰ پر قرآن مجید سے دلیل دی کہ الف سنة الا خمسين عاما فرمایا گیا ہے۔ یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس سال کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔

اسے بھی اس دور کے علمائے سلف کے اتباع میں مرتد قرار دے کر قتل کا حکم دیا اور اسے بھی سولی دی گئی (کتاب المحاسن والمساوی ج ۱، ص ۶۴، از امام بیہقی)

مرزا غلام احمد قادیانی :- اس نے ۱۹۰۰ء میں انگریزوں کی سازش اور منصوبہ سے قادیان پنجاب میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ (مزید حالات کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔

نوٹ :- اسود عنسی سے لے کر ہارون رشید کے عہد تک کے مدعیان نبوت کے اکثر حالات تلخیص اور معمولی تغیر کے ساتھ علامہ نثار بیگ قادری کی کتاب "ختم نبوت" سے ماخوذ ہیں۔ فروغ احمد اعظمی مصباحی

مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات

مرزا کا تعارف:- مرزا غلام احمد قادیانی بقول اپنے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہندوستانی پنجاب کے مقام قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا، اس دور میں رائج عربی وفارسی کی تعلیم مرزا نے اس دور کے بڑے بڑے اساتذہ علامہ فضل احمد، علامہ گل حسن شاہ اور علامہ فضل الٰہی سے حاصل کیا اور دین کی پوری تعلیم پائی، طب کی تعلیم اپنے والد مرزا غلام عطا محمد ولد مرزا گل محمد سے حاصل کی۔

انگریز کی ملازمت:- تقریباً ۲۴ سال کی عمر میں انگریزی حکومت کے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آفس میں پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ پر بحیثیت کلرک ملازمت شروع کی اور اس معمولی ملازمت کے ذریعہ تاج برطانیہ کا قرب حاصل کیا اور سامراج نے مرزا کو اپنے مطلب کا آدمی پاکر افتراق وانتشار بین المسلمین کا آلہ کار بنانے میں کامیابی حاصل کرلی ،مرزا نے بھی خوب حق نمک ادا کیا، اور انگریزوں کا یہ ریزہ خوار بڑا وفادار ثابت ہوا۔

انگریز کو ایسے وفادار ریزہ خوار اور آلہ کار کی تلاش تھی ہی، جب مرزا قادیانی کی شکل میں انہیں کام کا آدمی مل گیا، تو اس سے جو اصل کام لینا تھا، اس کے لئے کلرک کی خدمت چند سال بعد چھڑوادی اور مرزا کو اصل کام پر لگادیا، اسی دوران ۱۸۷۶ء میں اس کے والد مرگئے۔

مرزا میدان عمل میں:- باپ کی موت سے ایک طرح سے مرزا بالکل آزاد ہو گیا اور انگریز کے سپرد کردہ اصل کام کو صحیح ڈھنگ سے انجام دینے کے لئے عربی فارسی میں مزید پختگی کی کوشش کی اور عربی وفارسی کے ساتھ اردو زبان میں لکھنے کی مشق تیز کردی بقول شیخ محمد اکرام ان دنوں ان (مرزا قادیانی) کی حالت نیم مجذوبانہ سی رہتی تھی۔ (موج کوثر ص ۱۶۸) مرزا نے اولاً اپنے کو ایک مصلح کی حیثیت سے پیش کیا اور ۱۸۷۹ء میں تصانیف کا سلسلہ شروع کیا وہ عالم دین تو تھا ہی۔ دوسری طرف انگریز کی سرپرستی بھی حاصل تھی جلد ہی وہ ایک کامیاب و مقبول واعظ و مصلح کی حیثیت سے مشہور ہو گیا اور ایک اچھا خاصہ طبقہ اس سے متاثر ہو گیا، اس ابتدائی کامیابی کے بعد حوصلہ بلند ہوا اور تدریجاً منصوبہ بند طریقے سے مختلف قسم کے دعوے کرنے شروع کردیئے۔ سب سے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۲ء میں دعویٰ کیا کہ اسے کثرت سے الہامات ہوتے ہیں پھر ۱۸۸۸ء میں

مہدی موعود بنا پھر ترقی کر کے ۱۸۹۰ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بکواس کی کہ نہ وہ زندہ ہیں نہ آسمانِ چہارم پر بلکہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں ہے، اور وہ عیسیٰ مسیح کی مثیل ہے، علمائے وقت کی طرف سے جب اس کی مخالفت ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین پر اتر آیا اور ان کی شان میں گالی گلوچ اور خرافات کی بھرمار کر دی۔ ان کے معجزات کو مسمریزم کہا، اپنے کو ان سے افضل بتایا، انہیں نادان چور، شریر، مکار، بد عقل، زنانے خیال کا، فحش گو، جھوٹا، گندی گالیاں دینے والا، پیروِ شیطان کا خطاب دیا اور آپ کی تین دادیوں اور نانیوں کو زناکار بتایا (معاذاللہ)

۱۹۰۱ء میں مرزائے ظلی، بروزی اور غیر تشریعی نبی اور پھر اصلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اور ۲۹ر مئی ۱۹۰۸ء کو اچانک قہر خدا کا شکار ہوا اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر لاہور میں پاخانے کے اندر جہنم رسید ہو گیا۔ اور اس کا جنازہ کوڑہ گاڑی میں چھپا کر مال گاڑی میں لادا گیا اور قادیان میں دفنا دیا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور دعوائے نبوت :-

قادیانیت کے دوسرے امام اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین ۱۹۱۵ء نے قادیانیوں کے دوسرے مختصر گروپ لاہوری پارٹی کے خلاف حقیقۃ النبوۃ نام کی ایک کتاب لکھی، جس کے پچاس صفحات صرف اس لئے سیاہ کئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اسی معنی کر اور اسی قسم کے نبی تھے جس معنی کے اور جیسے نبی پہلے آتے رہے اور اگلے نبیوں کے نہ ماننے والے جس طرح کافر ہیں اور نجات کے مستحق نہیں اسی طرح مرزا صاحب کے نہ ماننے والے سارے مسلمان بھی کافر اور نجات سے محروم رہنے والے ہیں۔

اس میں مرزا کی نبوت پر بیس دلیلیں دی گئی ہیں، ان میں ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے خود اپنے کو نبی اور رسول کہا ہے، اس کے بعد اس کے لڑکے اور حقیقۃ النبوۃ کے مصنف نے مرزا کی کتابوں سے انتالیس عبارتیں درج کی ہیں، ان میں سے کچھ آپ بھی پڑھئے: مرزا کہتا ہے:

۱- ”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے“ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸، از مرزا قادیانی)

۲- ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں“ (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

۳- "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۱)

۴- "خدا تعالیٰ... قادیان کو اس طاعون کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے" (دافع البلاء، ص ۱۰)

۵- پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا... تب وہ وقت آیا کہ ان کو ان کے جرائم کی سزا دی جائے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعوائے نبوت کے ساتھ ساتھ کچھ خدائی الہامات بھی گڑھے ہیں، اس کے بیٹے بشیر الدین محمود نے ان الہامات کو بھی اپنے باپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان من گڑھت الہامات میں سے ہم صرف پانچ کو حقیقۃ النبوۃ کے حوالے سے ذکر کر رہے ہیں: مرزا کہتا ہے:

۱- "ھوالذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق و تهذیب الاخلاق"
وہی خدا جس نے اپنا رسول، ہدایت، دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

۲- "انا ارسلنا احمد إلی قوم فأعرضوا و قالوا کذاب اشر"
ہم نے احمد (غلام احمد قادیانی) کو ایک قوم کے پاس بھیجا تو اس نے اعراض کیا اور کہا یہ انتہائی جھوٹا اور بہت شریر ہے۔

۳- "انی مع الرسول أقوم وألوم من یلوم"
میں رسول کے ساتھ قائم ہوں اور ملامت کرنیوالے کو ملامت کرتا ہوں۔

۴- "انی مع الرسول أقوم و افطر و أصوم"
میں رسول کے ساتھ قائم ہوں اور بے روزے کے رہتا ہوں اور روزے سے بھی۔

۵- "انی مع الرسول اقوم و من یلومه ألوم"
میں رسول کے ساتھ قائم ہوں اور جو اس کی ملامت کرتا ہے، میں اس کی ملامت کرتا ہوں۔

بشیر الدین محمود ان الہامات کو ذکر کرنے کے بعد سوال کرتا ہے کہ
کیا سب نبیوں کو ہم اس لئے نبی نہیں مانتے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو نبی کہا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ وہی خدا جس نے موسیٰ سے کہا تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا اور عیسیٰ سے کہا کہ تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا، لیکن آج مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے کہتا ہے کہ تو نبی ہے تو وہ نبی

نہیں ہوتا..... کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی یقینی وحی کی موجودگی میں کوئی شخص مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر سکتا ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے اسے ضرور پہلے نبیوں کا بھی انکار کرنا پڑیگا، کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح کی نبوت دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں آج تک کبھی کوئی نبی ہوا ہی نہیں (حقیقۃ النبوت ص ۲۰۰، ۲۰۱)

باپ کی نبوت پر ایک اور دعویٰ دیکھئے، بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"بلحاظ نبوت ہم بھی مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کو پہلے نبیوں کے مطابق مانتے ہیں" (ایضاً ص ۲۹۲) اور اس دعوے کی دلیل میں کہتا ہے کہ

"اول دلیل حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ جس طرح خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر پکارا ہے حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مبشرا برسول یاتی بعد إسمه احمد سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے، پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے اس کے نبی اور رسول ہونے میں کیا شک کیا جا سکتا ہے .... اگر مسیح موعود نبی نہ تھے تو پہلے بزرگ بھی نبی نہ تھے، دونوں کی نبوت پر ایک ہی کتاب شاہد ہے" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کچھ اور دعوے

خدائی کا دعویٰ :- "رایتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ از مرزا) میں نے نیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ :- مرزا لکھتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- "انت بمنزلة ولدی" (حقیقۃ الوحی ص ۸۶) تم میرے بیٹے کی جگہ ہو۔

کرشن ہونے کا دعویٰ :- ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء کو مرزا نے سیالکوٹ میں ایک

لیکچر دیا جس میں کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ خود کو "ہے کرشن جی رودر گوپال"
(البشریٰ ج ا ص ۵۶)

اوتار ہونے کا دعویٰ :- ہندوؤں کو خطاب کرتے ہوئے لکھا: "
اوتار (یعنی مرزا) سے مقابلہ اچھا نہیں" (ازالہ اوہام ص ۶۵۸)

عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ :- نازل ہونے والا ابن مریم
ہے۔

محمد ہونے کا دعویٰ :- لکھتا ہے: "خدا نے مجھ پر اس رسول کا فیض
اور اس کو پورا کیا اور مکمل کیا اور میری طرف اس رسول کا لطف اور جود بھرا، یہاں تک
میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔" (خطبہ الہامات ص ۱۷۱)

احمد ہونے کا دعویٰ :- آیت کریمہ و مبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد میں لفظ "احمد" سے متعلق دعوی کیا کہ "وہ احمد میں ہی ہوں" (ایضاً
۶۷۳)

مجدد ہونے کا دعویٰ :- لکھتا ہے۔ "اس عاجز کو دعوائے مجدد ہونے
اب بفضلہٖ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے" (نشان آسمانی ص ۳۴)

محدث ہونے کا دعویٰ :- لکھتا ہے
"میں محدث ہوں" (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹)

مہدی ہونے کا دعویٰ :- کہتا ہے "میں مہدی ہوں" (معیار
الاجتہاد ص ۱۱)

مرزا کے کفریات

مرزا قادیانی کے کفریات برساتی کیڑوں کی طرح سیکڑوں کی تعداد میں اس کی کتابوں
میں رینگ رہے ہیں، ہم ان میں سے دس کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے رد و جواب کے لئے
فلکِ عشق و محبت اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے رسائل کا مطالعہ کریں۔

کفر اول: "میں احمد ہوں جو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" میں مراد
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶۷۳)

کفر دوم : ''میں محدث ہوں۔ (توضیح مرام ص ۱۶)

کفر سوم : ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'' (دافع البلاء ص ۲۶)

کفر چھارم : ''خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی'' (براہین احمدیہ)

کفر پنجم : ''حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔ (دافع البلاء ص ۱۰)

کفر ششم : ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (ایضاً ص ۱۷)

کفر ھفتم : ''میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں'' (معیار الاخیار)

کفر ھشتم : ''اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا''۔ (ازالۂ اوہام ص ۱۱۶)

کفر نھم : ''آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

کفر دھم : ''ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیش گوئی غلط ہوئی۔ (ازالۂ اوہام ص ۲۳۴)

انبیاء اولیاء کی شان میں مرزا کی گستاخیاں اور بدزبانیاں

۱) ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کردیا۔ (ازالہ ص ۷۲۴)

۲) کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لاچکے ہیں۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

۳) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰)

۴) اے بدذات فرقہ مولیاں! کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے؟۔ (انجام آتھم حاشیہ ص ۲۱)

۵) کذاب خبیث، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔ (نزول المسیح ص ۷۵)

۶) مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیؤ، شرابی کبابی، نہ زاہد، عابد نہ

حق کا پرستار خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوب احمد، ج ۳، ص ۲۱)

۷) آپ "عیسیٰ علیہ السلام" کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

۸) پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ، ج ۱، ص ۳۱)

۹) حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۱۱)

۱۰) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

۱۱) محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں (اخبار بدر)

قادیانیت، اسلام کے مقابل ایک نیا دینی محاذ

مرزا غلام احمد قادیانی نے سچے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل جھوٹا نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

جس نے .... کو قرآن کے مقابل ایک دوسرا قرآن کہا
جس نے .... قادیان کو مسجد حرام کے مقابل ارض حرام قرار دیا
جس نے اپنی آبادی کو مکہ کے مقابل مکۃ المسیح بتایا
جس نے شہر لاہور کو مدینۃ الرسول کے مقابل ایک نیا مدینہ کہا
جس نے اپنے قبرستان کو خدا کی جنت کے مقابل مقبرۂ جنت کا نام دیا
جس نے اپنی بیویوں کو ازواج رسول کے مقابل امہات المومنین سمجھا
جس نے اپنے پیروکاروں کو امت رسول کے مقابل اپنی امت گردانا
جس نے اپنی بیٹی کو فاطمہ زہرا کے مقابل جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا
جس نے ٹیچی کو جبریل کے مقابل فرشتۂ وحی بتایا۔

مرزا اپنی نظر میں

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

قادیانیت کا پس منظر

مسیحیت و یہودیت اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن رہے ہیں، ان کی ریشہ دوانیاں آغاز اسلام سے تاہنوز جاری ہیں، قصر اسلام کو سبوتاژ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے داخلی اور خارجی محاذوں پر انہوں نے کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انہیں کی ریشہ دوانیوں سے ترکی کی عثمانی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے، انہیں کی چالوں سے ہندوستان سے مسلم حکومت کا خاتمہ ہوا اور ہندوستان پر انگریز قابض ہوئے، انہیں خود مسلمانوں کے اندر کچھ لالچی، ملت فروش اور غدار ملتے گئے جو ان کے اشاروں پر ان کا کام کرتے رہے، اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی اسلام دشمن طاقتوں کی کامیابی اور اسلامی اقتدار کے زوال کے لئے بہت اہم ہیں، ان دونوں صدیوں میں اسلام کو جتنا نقصان ہوا، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

انہیں دو صدیوں میں مسلمانوں کے اندر اسلام کے متوارث بنیادی عقائد و نظریات کے خلاف نئے نئے عقیدوں کے حامل و علم بردار نئے نئے فرقے وجود میں آئے، جزیرۃ العرب میں محمد بن عبدالوہاب کی وہابی تحریک، اور برصغیر ہندوپاک میں سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے ذریعہ درآمد کردہ وہابیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک مرزائیت سامراجی طاقتوں ہی کا شاخسانہ ہیں، ان دو تحریکوں نے یہودیت و مسیحیت کی امداد و اعانت سے اندرونی طور پر مسلمانوں میں تفریق کا ایسا بیج بویا کہ زمانے کی متحدہ اسلامی قومیت پاش پاش ہوگئی اور دیکھتے دیکھتے ان دو تحریکوں کے اثرات نے پوری اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

فی الحال ہم مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۸ء کی تحریک مرزائیت سے متعلق گفتگو کریں گے۔ یہ تحریک کس طرح وجود میں آئی اور مرزا کے دعوائے نبوت کے دواعی کیا تھے ، ایچ ساجد اعوان اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "۱۸۶۹ء میں برطانوی حکومت نے برطانوی مدبروں، اعلیٰ سیاست دانوں، ممبران پارلیمنٹ اور مسیحی راہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا تاکہ وہ اس بات کا جائزہ لے سکے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب کیا تھے؟ اور انگریزی حکومت کے دوام کی کیا صورت

ہو گی؟ وفد کو ہندوستان کی فضاؤں سے اب تک نعرہائے تکبیر اللہ اکبر کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی تھی، جذبۂ عشق رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسلمانوں کے دلوں میں اسی طرح موجزن تھا، وفد نے عیسائی مشنریوں اور سول سروس کے افسروں خصوصاً یہودیوں سے ملاقاتیں کیں، مسلم معاشرے میں گھس کر ان کی مذہبی کیفیات کو بنظر غائر دیکھا۔ ہندوستان کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا، مسلم عوام پر ان کے مذہبی راہنماؤں کے اثر ورسوخ کا مشاہدہ کیا۔ خفیہ اداروں کے ذریعہ رپورٹیں حاصل کیں، ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اور ۱۸۷۰ء میں اس شیطانی وفد نے لندن میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا، جس میں عیسائی مشنریوں اور خفیہ اداروں نے دو الگ الگ رپورٹیں تیار کیں، جنہیں اب یکجا کر کے The Arrival of the British Empire in India کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے، رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

Majority of the population of the country blindly follow their " Peers" their Spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a zilli nabi (A portonic Prophet) then the large number of people shall rally round him.

But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim Masses. If this problem is solved, the Prophet hood the sacle a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native Government mainly persuing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage for the that time the traitors were from the military point of view.

But now when we have sway over nook of the country and there is peace and order everywhere we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country.

(Extract from the printed report India Office Library London)

ترجمہ:- ملک ہندوستان کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی راہنماؤں کی پیروی کرتی ہے، اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیا

ہو جائیں جو اس بات کے لئے تیار ہو جائے کہ اپنے لئے ظلی نبی (حواری نبی) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی، لیکن اس مقصد کے لئے مسلمان عوام سے کسی کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے، اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کی سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے، ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد حاصل کر کے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا، لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا، اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی لیکن اب جب کہ ہم نے ملک کے کونے کونے میں اقتدار بھی حاصل کر لیا ہے اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے، ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں، جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے"

جس کے متعلق فرنگی دانشور کہتے تھے کہ حواری نبی ملنا مشکل ہے، وہ کمینہ صفت اور ملعون انہیں اپنے ہی دروازے کی چوکھٹ پر بوٹ چاٹتے ہوئے مل گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز سرکار کو درخواستیں دے دے کر اور التجائیں کر کر کے منصب نبوت حاصل کیا، انگریز حکومت نے سرپرستی کی اور خود کاشتہ پودے کی آبیاری برطانوی حکومت ہنوز کر رہی ہے۔ (تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا ص ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳)

ابتداء مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مصلح کا روپ اختیار کیا اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ان ہندی قوموں میں مذہبی منافرت اور چھیڑ چھاڑ شروع کی جو صدیوں سے امن وامان کے ساتھ زندگی گزار رہی تھیں، مرزا نے کپاس کے ڈھیر میں چنگاری سلگانا شروع کی، اور برطانوی ابلیس پورے طمطراق کے ساتھ اس کھیل میں اپنے آلہ کار مرزا قادیانی کی پشت پناہی اور سرپرستی کرتا رہا اور خوشی کے شادیانے بجا بجا کر شیطنت کو مزید ابھارتا رہا۔

مسیحیت کے ساتھ ساتھ یہودیت بھی تحریک مرزائیت کی پشت پناہی اور سرپرستی میں پیچھے نہیں رہی، اس امر کی تائید ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ اور جمعیت علمائے پاکستان کے صدر (جو قادیانیت کی سرکوبی کے لئے عالمی پیمانے پر اور اندرون پاکستان اپنے مذہبی و سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال کرتے رہے ہیں اور تحریک ختم نبوت کے سالاروں میں ہیں) مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی دوست محمد فیضی کے ساتھ ایک انٹرویو میں اس طرح کرتے ہیں:

سوال: دوست محمد فیضی:۔ پاکستان اس وقت فتنوں کا گھر اور فتنہ پردازوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے

کچھ عناصر تو ایسے ہیں جو نظریۂ پاکستان کے درپے ہیں، کچھ پاکستان ہی کے خلاف ہیں، آپ ان میں سے کسے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں؟

مولانا نورانی:- نے جواباً مرزائیت کو ملک کا سنگین ترین فتنہ قرار دیا، انہوں نے کہا کہ امریکہ کے صدارتی انتخاب میں جو کردار یہودی ادا کرتے ہیں، بعینہ وہ کردار مرزائیوں نے یہاں ادا کیا، مرزائیوں کو یہودیوں سے تشبیہ دینا بظاہر عجیب سا لگتا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مرزائی مشن تل ابیب (اسرائیل) میں موجود ہے، پاکستان اور اسرائیل کے درمیان ہر قسم کے سیاسی اور تجارتی تعلقات منقطع ہیں، اس کے باوجود احمدی تل ابیب میں کیا کر رہے ہیں، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیلی حکومت جو مسلمانوں کو جڑ سے مٹانے پر تلی ہوئی ہے، اور بیت المقدس پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے آثار تک کو ختم کردینے کے درپے ہے، وہ اس مشن کی سرپرستی کیوں کر رہی ہے، ایک طرف تو ہم اسرائیل کے وجود تک کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں اور دوسری طرف ہمارے ہی ملک کے ایک مقام ”ربوہ“ کے مشن تل ابیب میں قائم ہوں، یہ امر یقیناً قابل تشویش بلکہ افسوسناک ہے، مولانا نورانی نے اس شبہ کا بھی اظہار کیا کہ اسرائیل میں موجود اس مشن کے ذریعہ سرمایہ بھی آتا ہے، اسے پچھلے دنوں پاکستان کے انتخابات میں خرچ کیا گیا، یہ بات اس لئے بھی بعید از قیاس نہیں کہ جس مرزائی جماعت کا مشن تل ابیب میں قائم ہے، اس کے اراکین نے پاکستان کے انتخابات میں حصہ لیا تھا، ظاہر ہے کہ جماعت کے تمام مشنوں نے ان تمام امیدواروں کی مدد کی ہوگی۔ (نورانی سیاست، ص ۱۰۴)

قادیانی کا اعتراف:-

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز نائب کمشنر کے نام ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء کو لکھے ہوئے ایک خط میں برملا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ قادیانیت انگریزوں کا لگایا ہوا پودہ ہے اور انہیں کی کوششوں کے نتیجہ میں اسکا وجود ہوا ہے، پھر وہ اپنے سرپرست انگریز حکمرانوں سے گڑگڑا کے درخواست کرتا ہے کہ ہمارا خصوصی خیال رکھا جائے اور ہمارے ساتھ خصوصی مہربانی کی جائے۔ خط کا متن یہ ہے: حکومت سے امید ہے کہ وہ اس جماعت (قادیانی) کے ساتھ پوری دوراندیشی، احتیاط تحقیق اور رعایت کا معاملہ کرے گی، جو اس کی خود کاشتہ جماعت اور ایک کارنامہ ہے اور حکومت اپنے کارندوں کو تاکید کرے گی کہ وہ

میرے ساتھ اور میری جماعت کے ساتھ خصوصی مہربانی اور غیر معمولی رعایت سے پیش آئیں" (تبلیغ الرسالہ ج ۷، ص ۱۹/۲۰)

ایک جگہ اور لکھتا ہے: "انگریز حکومت ہم پر اللہ کی ایک نعمت ہے بلکہ مسلمانوں کے لئے ایک بڑی مبارک آسمانی نعمت ہے" شہادۃ القرآن ص ۱۰۲

قادیانیوں کے خلاف علمائے اسلام کے فتاویٰ اور قرار دادیں

اعلیٰحضرت امام احمد رضا کا فتویٰ:-

قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شئے کا منکر ہے۔ (احکام شریعت، حصہ ا، ص ۱۱۲)

علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ من شك فی عذابه و كفره فقد كفر، جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۵۱)

سب میں بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اوّل کلمات کفر پر گرفت ہے، جو اس کی تصنیف میں برساتی حشرات الارض کی طرح ابلے گہلے پھر رہے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہینیں، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر طعن اور یہ کہنا کہ یہودی کے جو اعتراض عیسیٰ اور ان کی ماں پر ہیں، ان کا جواب نہیں...

دوسرا بھاری ذریعہ ان خبیث پیشین گوئیوں کا جھوٹا پڑنا، جن میں بہت چمکتے روشن حرفوں سے لکھنے کے قابل دو واقعے ہیں (۱) لڑکے کی پیدائش کی خبر نشر کی، لیکن لڑکی پیدا ہوئی (۲) محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی لیکن وہ بھی جھوٹی ہوئی)

غرض اس کے کفر و کذب حدو شمار سے باہر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۳۱/۳۲ ملخصا)

شیخ عمر بن حمدان مرسی مالکی مدرس مسجد نبوی شریف کا فتویٰ:-

غلام احمد قادیانی دجال کذاب آخری زمانے کا مسیلمہ ہے، قادیانی کے کفر اور ہر آدمی پر تا بہ امکاں اس کا قتل واجب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (مشمولہ حسام الحرمین ص ۱۳۲)

برصغیر ہندو پاک کے تمام فرقوں کے علماء کا فتویٰ:-

رجب ۱۳۳۶ھ میں برصغیر ہندوپاک کے اندر پائے جانے والے تمام فرقوں کے علماء کے نام قادیانی کے بارے میں سوالات بھیجے گئے۔ تو بالاتفاق سب نے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (تفصیل کے لئے فتویٰ تکفیر قادیاں کتب خانہ اعزازیہ دیوبند دیکھیں)

علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ :-

یہ فتاویٰ اعلحضرت نے ۱۳۲۴ھ میں حاصل کر کے ''حسام الحرمین'' میں چھاپے (حجت شرعیہ)

علمائے حرمین شریفین و بلاد شام کا فتویٰ :-

ان علماء نے لکھا کہ مرزا قادیانی کے پیروکار کافر ہیں، یہ فتاویٰ موسسہ مکۃ للطباعۃ والإعلام نے شائع کئے۔ (القادیانۃ فی نظر علماء أمۃ الإسلامیۃ ص ۱۱)

قرارداد رابطہ عالم اسلامی :-

قادیانیت ایک تخریب پسند فرقہ ہے، یہ اسلام دشمن طاقتوں کا معاون ہے، یہ کافر اور اسلام کا باغی ہے، ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی ہر سرگرمی پر پابندی لگانے کے لئے اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں، کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارا مطالبہ ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (مواقف الامۃ الإسلامیہ عن القادیانیۃ ص ۸۰ ملخصا)

قرارداد اکابر علمائے پاکستان :-

علامہ اقبال کے فرمان کے مطابق مرزائیوں کے فساد کا علاج یہ ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (ایضاص ۷۸)

قادیانیوں کے خلاف عدالتوں کے فیصلے

عدالت بھاولپور کا فیصلہ :-

مدعیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب مدعی نبوت ہے، اس بنا پر مدعی علیہ مرتد مانا جائیگا، اس لئے کہ وہ مرزا کو نبی مانتا ہے۔ (القادیانیۃ أقلیۃ غیر مسلمۃ از جلال الدین احمدنوری ص ۱۴)

عدالت راولپنڈی کا فیصلہ :-

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں، لہٰذا پہلی سماعت والی عدالت کا فیصلہ صحیح ہے۔ (ایضاص ۱۷)

عدالت جیمس آباد (سندھ) کا فیصلہ) :-

گذشتہ بحث سے واضح ہوا کہ مدعیہ مسلمہ کا نکاح مدعی علیہ کیساتھ نہیں ہوا جو قادیانی ہونے کا معترف ہے، ایضاص ۱۸

عدالت عالیہ ماریشش کا فیصلہ :-

عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مدعی علیہ قادیانیوں کو مسجد روزہل میں نماز پڑھنے کا حق نہیں ہے، لہٰذا مسجد میں صرف مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (ایضاص ۲۰)

قومی اسمبلی پاکستان میں منظور شدہ قانون ۱۹۷۴ء

۱۔ (الف) اس قانون کو ترمیم ثانی قانون ۱۹۷۴ء کہا جائے گا۔

(ب) یہ قانون فوری طور سے نافذ العمل مانا جائے گا۔

۲۔ لازم ہے کہ دفعہ ۱۰۶ کے فقرہ ۳ میں لفظ "جماعتوں" کے بعد اس عبارت کا اندراج کیا جائے، قادیانیوں کی جماعت یا لاہوریوں کی جماعت (جو اپنے کو احمدی کہتے ہیں) کے افراد، (غیر مسلم ہیں) اور حسب قانون، (آئین پاکستان میں) ترمیم کی جاتی ہے۔

۴۔ جو شخص محمد عربی ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا ہے یا اس لفظ "خاتم النبیین" کے معنی میں سے جس کسی بھی معنیٰ کے اعتبار سے اور کسی بھی وصف ساتھ حضور کے بعد کہیں بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، یا نبوت و تجدید فی الدین کے مماثل کسی دعویٰ کا اعتراف کرتا ہے، تو وہ غیر مسلم ہے۔ ایضاص ۴۲)

اعلیٰحضرت اور تردید قادیانیت

چودھویں صدی ہجری کے مجدد، اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء نے اپنے فرض منصبی تجدید و احیاء دین اور سرکوبی اعدائے دین کی ادائیگی

میں رات دن ایک کرر کھا تھا، ان کے دور میں جتنے بھی اعتقادی فتنے اٹھے، اور جتنی بھی اسلام دشمن تحریکیں پیدا ہوئیں، آپ نے بھرپور علمی انداز میں اپنی تحریروں کے ذریعہ ان کا محاسبہ اور تعاقب کیا اور ان کے مفاسد سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا اور قرآن وسنت، اجماع امت اور دوسرے دلائل شرعیہ کی روشنی میں گمراہوں، گمراہ گروں اور ان کی گمراہیوں کی خوب خبر لی اور ان کا شرعی حکم بیان فرمایا۔

امام احمد رضا نے وہابیت ونجدیت، دیوبندیت، وندویت، رفض وشیعیت، قادیانیت، مرزائیت، کفر شنویت، دہریت، نیچریت پر ایسی ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ آج تک ان کی ٹیسیں محسوس کی جارہی ہیں۔ آپ کی تصانیف ان فاسد غیر اسلامی عقائد ونظریات اور تحریکات کے ردوابطال سے بھری پڑی ہیں۔

جب آپ مسند رشد وہدایت پر فائز ہوئے تو مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک مرزائیت شباب پر تھی، مرزا کا دعوائے نبوت اور دوسرے دعوے اور ہفوات وخرافات سامنے تھے۔ آپ نے ان کا بھی بھرپور ردوابطال کیا، اور تنقید وتعاقب کر کے مرزائیت کا شیش محل چکنا چور کردیا، رد مرزا ومرزائیت میں آپ کا کارنامہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، جس جامعیت سے اپ نے رد فرمایا وہ صرف آپ کا حصہ ہے، اور رد مرزائیت میں انجام دیئے جانے والے دوسروں کے تمام کارناموں پر بھاری ہے۔

اس سلسلے میں آپ نے درج ذیل پانچ مستقل رسالے تصنیف فرمائے۔

۱) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ (ختم نبوت کے انکار پر دشمن خدا کو خدا کی سزا) ۱۳۱۷ھ

۲) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) ۱۳۲۰ھ

۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان (قادیانی مرتد پر قہر خداوندی) ماہوار رسالہ ۱۳۲۳ھ

۴) المبین ختم النبیین (ختم نبوت بیان کرنیوالا رسالہ) ۱۳۲۶ھ

۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (قادیانی مرتد پر خدائی تلوار) ۱۳۴۰ھ

پہلے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ" (۱۳۱۷ھ) کے مضامین و مشمولات کا تعارف خود یوں کراتے ہیں:

"فقیر غفرلہ القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ" ۱۳۱۷ھ (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزا) میں اس مطلب ایمانی پر صحاح و سنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر (ختم نبوت) پر ارشادات ائمہ و علمائے قدیم و حدیث و کتب عقائد و اصول فقہ و حدیث سے تیس نصوص ذکر کیے، وللہ الحمد (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۵۹)

یعنی اتنے کثیر دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی، ایسا قطعی یقینی اور معلوم و مشہور معنی ہے کہ جس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں، جسے علماء تو علماء، عوام تک جانتے ہیں۔

دوسرے رسالہ السوء والعقاب (۱۳۲۰ھ) میں مسیح قادیانی مرزا غلام احمد کے دس کفریات خود مرزا کی کتب کے حوالہ کے ساتھ تفصیلاً ذکر کیے اور دلائل سے ان کا رد بلیغ فرمایا، مختلف معتبر کتابوں کے حوالے نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں:

"یہ لوگ (مرزا اور مرزائی) دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں" (مجموعہ رسائل رد مرزائیت ص ۴۴)

تیسرے رسالہ قہر الدیان" (۱۳۲۳ھ) ایک ماہوار رسالہ ہے، جس کی ابتدا کا محرک روہیل کھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے شائع مضمون بعنوان "اطلاع ضروری" کی اشاعت ثابت ہوئی، جس میں قادیانیوں کی طرف سے علمائے اہل سنت پر سخت زبان درازی اور افترا پردازی کی گئی تھی، رسالے کا عرفی نام ہدایت نوری رکھا۔

اس وقت مطبوع شکل میں دستیاب قہر الدیان کے نام سے ہدایت نوری کا صرف پہلا شمارہ ہے، اس میں اللہ کے رسول روح اللہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ طاہرہ حضرت مریم علیہما السلام کی توہین و تکذیب پر مبنی غیر واقعی و غیر مہذب اعتراضات اور خرافات کو مرزا کی کتابوں سے باحوالہ نقل کر کے ان کا انتہائی سنجیدہ رد فرمایا ہے، مرزا کے یہ اعتراضات و تنقیدات اور حضرت عیسیٰ پر افضلیت کا خبط سنجیدگی و شرافت کی سرحد کو پار کر گیا ہے، انہیں

پہلے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ" (۱۳۱۷ھ) کے مضامین و مشمولات کا تعارف خود یوں تے ہیں:

"فقیر غفرلہ القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ"
۱۳۱۷ھ (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزا) میں اس
مطلب ایمانی پر صحاح و سنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس
حدیثیں اور تکفیر منکر (ختم نبوت) پرارشادات ائمہ و علمائے قدیم و حدیث
و کتب عقائد و اصول فقہ و حدیث سے تیس نصوص ذکر کئے، وللہ الحمد
(فتاویٰ رضویہ ج۶، ص۵۹)

یعنی اتنے کثیر دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی، ایسا قطعی یقینی اور معلوم و مشہور معنی ہے کہ جس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں، جسے علماء تو علما، عوام تک جانتے ہیں۔

دوسرے رسالہ السوء والعقاب (۱۳۲۰ھ) میں مسیح قادیانی مرزا غلام احمد کے دس کفریات خود مرزا کی کتب کے حوالہ کے ساتھ تفصیلاً ذکر کئے اور دلائل سے ان کا رد بلیغ فرمایا ، مختلف معتبر کتابوں کے حوالے نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں:

"یہ لوگ (مرزا اور مرزائی) دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں" (مجموعہ رسائل رد مرزائیت ص ۴۴)

تیسرے رسالہ قہر الدیان" (۱۳۲۳ھ) ایک ماہوار رسالہ ہے، جس کی ابتدا کا محرک روہیل کھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے شائع مضمون بعنوان "اطلاع ضروری" کی اشاعت ثابت ہوئی، جس میں قادیانیوں کی طرف سے علمائے اہل سنت پر سخت زبان درازی اور افترا پردازی کی گئی تھی، رسالے کا عرفی نام ہدایت نوری رکھا۔

اس وقت مطبوع شکل میں دستیاب قہر الدیان کے نام سے ہدایت نوری کا صرف پہلا شمارہ ہے، اس میں اللہ کے رسول روح اللہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ طاہرہ حضرت مریم علیہا السلام کی توہین و تکذیب پر مبنی غیر واقعی و غیر مہذب اعتراضات اور خرافات کو مرزا کی کتابوں سے باحوالہ نقل کر کے ان کا انتہائی سنجیدہ رد فرمایا ہے، مرزا کے یہ اعتراضات و تنقیدات اور حضرت عیسیٰ پر افضلیت کا خبط سنجیدگی و شرافت کی سرحد کو پار کر گیا ہے، انہیں

لغویات وخرافات اور گالیوں سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

چوتھے رسالہ "المبین (۱۳۲۶ھ) کی وجہ تالیف، پس منظر اور مباحث مذکورہ کے متعلق مرتب فتاویٰ رضویہ ج ششم بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی، مقدمہ فتاویٰ میں رقم طراز ہیں:

"المبین ختم النبیین" اسلام کے ایک بنیادی عقیدۂ ختم نبوت پر ہے، واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں پوری امت مسلمہ اس عقیدہ پر متفق رہی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا، قرآن کا یہی فرمان "ولکن رسول الله وخاتم النبیین" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد لانبی بعدی و ختم بی النبیون اور اسی معنی پر پوری امت کا اجماع قائم رہا۔

روایتوں میں ایک اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ "زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں تمہارے آدم کی طرح آدم، تمہارے عیسیٰ و موسیٰ کی طرح عیسیٰ و موسیٰ، تمہارے محمد کی طرح محمد صلوۃ اللہ علیہ علیہم اجمعین ہیں" تمام علمائے امت نے اس اثر کو اجماع امت اور تصریحات قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے رد کردیا اور بے اعتبار قرار دیا۔

مگر دیوبند کے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے یہ شگوفہ چھوڑا کہ اثر کو رد کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ ساری امت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب قرار دیا کہ آپ سب کے بعد کے نبی اور آخری نبی ہیں، لیکن اگر خاتم النبیین کے معنی کے بجائے آخری نبی کے اصلی نبی لیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا ان کے زمانہ مبارکہ کے بعد بھی کہیں کوئی نبی ہو تب بھی آپ ہی خاتم رہیں گے، کیوں کہ ان ہزاروں نبیوں کی بھیڑ میں بھی جو آپ کے زمانہ میں ہو یا بعد میں آئیں بالذات نبی آپ ہی ہوں گے، لہٰذا خاتم بھی آپ ہی ہوں گے، کیوں کہ خاتم کے معنی بعد والا نہیں، بلکہ بالذات آپ ہی ہوں گے، لہٰذا خاتم بھی آپ ہی ہوں گے، کیوں کہ خاتم کے معنی بعد

والا نہیں، بلکہ بالذات نبی ہے۔

اجماع امت کے خلاف، تصریحاتِ قرآن وحدیث کے خلاف مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی اس جرأت رندانہ کے رد عمل میں پوری امت میں ایک بھونچال آگیا، مختلف حلقوں سے ان پر ردوانکار ہوا، بلکہ اسی وجہ سے ان پر حرمین شریفین کے علماء نے کفر کا فتویٰ بھی دیا کہ مولوی قاسم نانوتوی نے ایک ضرورتِ دینی کا انکار کیا۔

آدمی کی فطرت بھی عجیب ہوتی ہے، اپنی بات کی پیچ میں ہر نا کردنی کر گزرتا ہے، نانوتوی صاحب کے حمایتیوں میں سے کسی نے کہا کہ قرآن عظیم کی آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین میں الف لام استغراق کے لئے نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سارے نبیوں کا خاتم ہونا ثابت نہیں اور آپ کے بعد نبی کا امکان ختم ہو، بلکہ الف لام عہد خارجی کا ہے اور بعض نبیوں کے اعتبار سے خاتم ہیں۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے رسالہ المبین میں انہی ہفوات کا جواب دیا ہے اور پورے قرآن مجید سے ان تمام مقامات کا استقصاء فرمایا ہے، جہاں جہاں نبی ورسول کا ذکر آیا اور اس پر ایسی شاندار بحث فرمائی ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد اللہ کی قدرت کا نظارہ ہوتا ہے کہ

لیس علی الله بمستنکر أن یجمع العالم فی واحد

اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں ہے کہ ساری خوبیاں کسی ایک آدمی میں جمع فرمادے اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ الف لام عہد خارجی کا بن ہی نہیں سکتا ہے، افسوس کہ یہ رسالہ نامکمل ہے۔ لیکن جتنا ہے، آفتاب وماہتاب ہے۔

پانچویں رسالہ الجراز الدیانی (۱۳۴۰ھ) یہ رسالہ اعلیٰحضرت امام رضا فاضل بریلوی کی آخری تصنیف ہے، ۳؍ محرم ۱۳۴۰ھ کو پیلی بھیت کے شاہ میر خاں قادری کے سوال کے جواب میں یہ رسالہ تحریر فرمایا ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ کو آپ وصال فرماگئے۔

مستفتی نے ایک آیت اور ایک حدیث ذکر کر کے پوچھا تھا کہ کیا ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال درست ہے؟ جیسا کہ قادیانی استدلال کرتے ہیں:

اعلیحضرت نے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے سات تنبیہات اور فائدے بیان کیے اور بتایا کہ قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ دراصل مرزا کے ظاہر باہر کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے، ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں، جس میں اختلاف آسان ہے، پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لئے مفید نہیں، پھر سات وجھوں سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ اسی موضوع۔ مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے بھی ۱۳۱۵ھ میں "الصارم الربانی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد فرمایا۔

اعلیحضرت نے مذکورہ بالا اپنے پانچ رسائل ہی میں رد مرزائیت پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سے سوالات کے جوابات میں بھی مرزائیت کی تردید کرکے تحفظ ناموس رسالت و تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا، رد مرزائیت کے مختلف گوشوں سے متعلق یہ مباحث فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں، احکام شریعت، المعتمد المستند میں موجود ہیں۔ نیز اعلیحضرت نے ہندوستان کے جن اعتقادی فتنوں کے بارے میں علمائے حرمین شریفین کو استفتاء بھیجا، ان میں سے ایک مرزائی فتنہ کے بارے میں بھی سوال تھا، آپ نے مرزا کے جھوٹے دعوائے نبوت اور دیگر دعووں اور گستاخیوں کو اس کی اپنی عبارات میں پیش کیا اور تمام عرب کے علما سے مرزائی کے خلاف فتوائے کفر حاصل کیا، جو "حسام الحرمین" میں شامل ہے۔

فاضل بریلوی کے نزدیک مرزا قادیانی کا معاملہ انکار ختم نبوت انتہائی توجہ طلب، حساس اور اہم مسئلہ تھا، جس کی اہمیت کا احساس آپ کو حد سے زیادہ تھا، اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت اس لئے تھی کہ اس کے پیچھے اسلام دشمن یہود و نصاریٰ کی سازشیں کارفرما تھیں، جو مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسالت کی شمع گل کرنا اور عظمت و احترام نبوت کی روح کو ختم کرنا چاہتے تھے اور ایک سچے عاشق رسول اور پاسدار ناموس رسالت کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا؟ لہٰذا یہ محب رسول مرزائی ظلمتوں کی شب تار پر یلغار کے لئے یہ کہتے ہوئے سب سے آگے نظر آئے

شب تاریک سے کہہ دو کہ ٹھکانہ کرلے
ہم اٹھائے ہوئے سورج کا علم آتے ہیں

تاریخ محاسبۂ قادیانیت کے مصنف اور دیوبندی مکتب فکر کے حامل پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آباد نے ردمرزائیت میں امام احمد رضا قدس سرہ کے فتاوی کو جب دیکھا تو برملا اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ

"اس فتویٰ سے جہاں مولانا کے کمال علم کا احساس ہوتا ہے، وہاں مرزا غلام احمد کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

آگے چل کر ایک جگہ اور اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں

ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں، کم ہے۔

(اندھیرے سے اجالے تک ص ۹۹)

دوسرا باب

تحریک تحفظ ختم نبوت

کا تاریخی جائزہ

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

سے

علامہ شاہ احمد نورانی

تک

تحریک تحفظ ختم نبوت عہد بہ عہد

تحریک تحفظ ختم نبوت کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا دور

[۱۸۹۰ء (انکار حیات عیسیٰ) سے ۱۹۴۷ء تقسیم ہند تک]

دوسرا دور

[۱۹۴۷ء (قیام پاکستان) سے ۱۹۵۳ء میں مارشل لا کے تشدد تک]

تیسرا دور

[۱۹۵۳ء میں حکومت کے تشدد کے بعد سے ۱۹۷۴ء (غیر مسلم قرار دیئے جانے تک]

چوتھا دور

[۱۹۷۴ء میں قادیانیت کے پاکستان بدر ہو کر یورپ میں پناہ لینے سے لے کر تا حال]

تحفظ ختم نبوت کا پہلا دور

[۱۸۹۰ء انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند تک]

مرزا کا ترک ملازمت

انگریزوں کے ایماء پر کلرکی کی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی (ولادت ۱۸۴۰ء وفات ۱۹۰۸ء) نے اپنے اصل فتنے "دعوائے نبوت" کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی تبلیغ کے نام پر اپنے ناپاک کام کا آغاز کیا، ۱۸۷۹ء میں تصنیفی سلسلہ شروع کیا اور پہلے مجدد بنا اور "براہین احمدیہ" لکھی، ۱۸۸۲ء میں کثرتِ الہام کا دعویٰ کیا، پھر ۱۸۸۸ء میں اور جرأت کرکے مہدی بنا، پھر جسارت میں اور ترقی ہوئی تو ۱۸۹۰ء میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی حیات کا انکار کر بیٹھا اور دعویٰ کیا کہ وہ مرچکے ہیں اور ان کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور آسمان چہارم پر اٹھالئے گئے ہیں نہ یہ کہ وہ مرگئے یا قتل کردیئے، یا انہیں سولی دی گئی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا (نساء ۱۵۷)

کچھ اندھے معتقد اور پیروکار جو پہلے ہی سے اس کے گرویدہ چلے آرہے تھے، اور اس کا ہر دعویٰ اور ہر بات بلاچون وچرا تسلیم کرلیتے تھے، انہوں نے اس کفری دعوے کو بھی مان لیا، پھر کچھ نئے خوش آمدی، لالچی اور ایمان فروش بھی دنیاوی مفاد کے لئے شریک کارواں ہوتے گئے۔ ان کی ہمنوائی اور انگریز حکومت کی پشت پناہی نے حوصلہ پاکر ۱۸۹۱ء میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، یعنی جس عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر حدیثوں میں ہے، وہ میں ہی ہوں، اور میں اصل عیسیٰ علیہ السلام (جو کہ اب زندہ نہیں رہے (معاذاللہ) کا مثیل یعنی مظہر وپیکر ہوں۔

علماء و مشائخ اور رد قادیانیت کا آغاز

جب مرزا کے یہ کفریات ولغویات اس کے لٹریچر کے ذریعے منظر عام پر آنے لگے اور اس کے غلط اثرات بھی ظاہر ہونا شروع ہوگئے تو برصغیر کے علمائے ربانیین کے کان کھڑے ہوگئے اور اس کی خطرناکی محسوس فرماکر مرزا قادیانی کی مخالفت اور رد وابطال کی

طرف متوجہ ہوئے، برصغیر کی مسلم اکثریتی آبادی جو ان علماء و مشائخ شریعت و طریقت کے زیر اثر تھی، اور صحیح اسلامی نظریات و عقائد کی حامل و عامل اور عشق رسول اور عظمت و احترام نبوت کے پاکیزہ جذبے سے سرشار تھی اور ان کے اشارہ ابرو پر اسلام و ایمان کی خاطر اپنی جان و مال اور عزت و آبرو قربان کرنے کے لئے ہمہ دم تیار رہتی تھی، وہ بھی اس فتنے سے آگاہ اور چوکنا ہونے لگی۔

ان علماء و مشائخ نے مرزا قادیانی کے نظریۂ انکار حیاتِ عیسیٰ اور دعوائے مثلیت مسیح کو دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں، تحریر و تقریر، بحث و ناظرہ اور خصوصی مجلسی ارشادات کے ذریعہ غیر اسلامی ثابت کیا اور بتایا کہ یہ دونوں چیزیں کفر ہیں اور مرزا قادیانی ان دونوں کی وجہ سے کافر و مرتد ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس سے اور اس کے ماننے والوں سے مسلمانوں کو دور و نفور رہنا چاہئے۔ نیز یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں اور زندہ ہیں، ان سب محنتوں کا اچھا خاصا اثر ہوا اور عام مسلمان مرزا کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اس سے دور اور اس کے مخالف ہو گئے۔

اس طرح انیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی کے آغاز سے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک کا آغاز ہوا۔

فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا جہاد قادیانیت

مرزا کی خرافات پر ابتداء علماء و مشائخ نے کم توجہ دی، مہدی ہونے اور انکار حیات عیسیٰ مثیل مسیح ہونے جیسے خطرناک دعووں کے سامنے آنے پر سب سے پہلے جس ذات بابرکات نے توجہ فرما کر ردِ مرزائیت کی مہم کا آغاز کیا اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی کمان سنبھال کر سب سے نمایاں، ممتاز اور موثر و اہم کردار ادا کیا، وہ فاتح قادیان، سلسلۂ چشتیہ قادریہ کے بزرگ عالم دین حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (متوفی ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ گولڑہ شریف راولپنڈی کی ذات گرامی ہے۔ (ختم نبوت ص ۲۱، از علامہ احمد نثار بیگ قادری)

قدرت کا انتخاب:-

آپ کا انتخاب قدرت کے اشارے پر ہوا، ہوا یوں کہ پیر صاحب گولڑوی

۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے، تو وہاں مقیم سلسلۂ صابریہ کے مشہور صاحب کشف وکرامت بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے، حاجی صاحب، پیر صاحب سے بہت متاثر ہوئے اور سلسلے کی اجازت سے نوازا۔

حضرت پیر صاحب چاہتے تھے کہ حرمین شریفین میں قیام کیا جائے، لیکن حضرت حاجی صاحب نے بتاکید وطن واپسی کا حکم دیا اور فرمایا:-

"ہندوستان میں عنقریب فتنہ برپا ہونے والا ہے، لہٰذا تم ضرور اپنے ملک ہندوستان میں واپس چلے جاؤ، بالفرض اگر آپ ہند میں خاموش ہو کر بیٹھ بھی جائیں گے تو پھر بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا"

اس واقعہ کے راوی لکھتے ہیں کہ "پس ہم حضرت حاجی صاحب کے اس کشف کو اپنے یقین کی رو سے مرزا قادیانی کے فتنے سے تعبیر کرتے ہیں" (مقالات مرضیہ ص ۱۷۲)

حضرت پیر صاحب گولڑوی حاجی صاحب کے ارشاد کے مطابق وطن واپس تشریف لائے، تو مرزا کا دعوائے مثیل مسیح ۱۸۹۱ء میں سامنے آیا اور آپ نے اس جھوٹے کا گریبان پکڑا، اور سرکوبی شروع فرمائی، اور اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کی، اور خود دیگر علماء کے ساتھ شہر شہر اس کا پیچھا کیا اور تقریروں میں اس کی پول کھولی، اور دھیرے دھیرے اسے تحریک کی شکل دی، مرزا آپ کی تحریک سے بوکھلا اٹھا اور آپ کے خلاف بد تمیزی اور گالی گلوچ پر اتر آیا۔

مرزائی شرافت کا نمونہ دیکھنا ہو تو آپ بھی پیر صاحب گولڑوی پر مرزا کی گالیوں کی صرف بوچھار ملاحظہ فرمالیجیے:

کذاب، خبیث، مزوّر، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی سرزمین! تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کی طرح ملعون ہو گئی" (نزول المسیح ص ۷۵)

اتنی گندی گالیاں سن کر بھی تحفظ ناموس رسالت کا یہ بے باک قائد اور حق گو مجاہد کفر سے برابر لڑتا رہا اور عشق رسول کے جذبے نے بدمزگی محسوس نہیں ہونے دی اور نہ اسے تحریک سے باز رکھ سکی۔

بالآخر حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کی مساعی جمیلہ نے فتنۂ قادیانیت کی سازشوں پر پانی پھیر دیا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ص ۵۳۹)

(اپنی تحریک جاری رکھتے ہوئے) ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء-۱۸۹۹ء میں آپ نے "شمس الہدایہ" لکھ کر حیات مسیح علیہ السلام پر زبردست دلائل قائم کیے، اسی سال جب مرزا قادیانی نے ختم نبوت کے عقیدے کو باطل و لغو کہہ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا، تو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے اس کے انکار ختم نبوت کے رد میں اپنا پہلا رسالہ "جزاء الله عدوه باباۓه ختم النبوة" تحریر فرما کر ایک سو سے زیادہ حدیثوں سے مرزا کا رد کیا۔ اس سے دو سال پہلے ۱۳۱۶ھ میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی شہزادۂ اعلیٰحضرت نے "الصارم الربانی" کے نام سے ایک کتاب ۱۳۱۵ھ میں تصنیف فرمائی اور حیات عیسوی کو ثابت کر کے مرزا کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا۔

مناظرہ کا چیلنج :-

ان تین کتابوں میں سے کسی کا بھی جواب مرزا یا کسی مرزائی سے نہیں بن پڑا۔ جب مرزا نے قادیانیت کی بنیادیں ہلتی دیکھیں اور پیر صاحب کا درّہ کھا کر پیچھے گر اکھیا کر اٹھا اور مناظرہ کا چیلنج دیا، یہ چیلنج ۳۰ر جولائی کو سامنے آیا اور ۲۵ر اگست ۱۹۰۰ء بمقام بادشاہی مسجد لاہور مناظر ہونا طے ہو گیا۔ پیر صاحب علماء و مشائخ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقررہ وقت پر مقام مناظرہ پہنچ گئے مگر سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکا۔

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے پر یہ تماشا نہ ہوا

اس مناظرہ کو دیکھنے اور سننے کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء و عوام کا بڑا اجتماع ہوا تھا، اس موقع پر ایک مشہور اہل حدیث عالم بھی موجود تھے، انہوں نے کیا دیکھا، کیسا پایا؟ خود ان کی زبانی سنئے:

"ایک وقت مرزا صاحب کی توجہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی طرف ہو گئی۔ فریقین نے اس مضمون پر کتابیں لکھیں آخر کار مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار ان کو للکارا کہ:

"میرے مقابل سات گھنٹہ زانو بزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآن کی عربی تفسیر لکھئے جو تقطیع کلاں بیس ورق سے کم نہ ہو پھر جس کی تفسیر عمدہ ہو گی وہ موید من اللہ سمجھا جائے گا۔ لیکن اس مقابلے کے لئے پیر (مہر علی شاہ) کی شمولیت یا ان کی طرف سے چالیس علماء کا پیش کردہ مجمع

ضروری ہے۔ اس سے کم ہوں گے تو مقابلہ نہ ہو گا" ۳۰ رجولائی ۱۹۰۰ء
(مندرجہ در تبلیغ رسالت ص ۷۳)

مرزا نہیں آیا

اس دعوت کے مطابق پیر صاحب گولڑہ شریف بغرض مقابلہ ۲۴ راگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور پہنچ گئے۔ لیکن پیر صاحب نے چالیس علماء کی شرط کو فضول سمجھا اور مقابلہ نویسی کے لئے بذات خود پیش ہوئے مگر مرزا صاحب تشریف نہ لائے بلکہ قادیان سے ایک اشتہار بھیج دیا کہ پیر صاحب گولڑہ مقابلہ سے بھاگ گئے۔"

جس روز پیر صاحب گولڑہ لاہور میں آئے۔ بغرض امداد ارد گرد سے علماء اور غیر علماء بھی وارد لاہور ہوئے تھے۔ مولوی عبدالجبار غزنوی اور خاکسار (مولانا ثناء اللہ امرتسری) بھی شریک تھے۔ قرار پایا کہ جامع مسجد میں صبح کے وقت جلسہ ہو گا۔ پیر صاحب مع شائقین مسجد کو جا رہے تھے۔ راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیوار پر چسپاں تھے جن کی سرخی یوں تھی۔

"پیر مہر علی کا فرار"

جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبان حال کہتے!

این چہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب

("تاریخ مرزا ص ۴۹، ۵۰") بحوالہ آئینہ صداقت ۳۲

جشن و جلوس فتح

مرزا ڈر کے مارے خود چیلنج دینے کے باوجود جب لاہور نہیں آیا تو یہ اجتماع مناظرہ" جلسہ فتح میں تبدیل ہو گیا اور اس موقع پر پیر صاحب کی صدارت میں اپنے پرجوش خطاب کے ذریعہ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (متوفی ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) نے قادیانی کو للکارا اور شرم دلائی، دوسرے دن لاہور میں مسلمانوں نے حضرت پیر مہر علی کی قیادت میں ایک شاندار بے مثال جلوس نکالا۔ (ختم نبوت ص ۲۲)

اس واقعہ کے بعد بہت سے قادیانی مرزا کے دجل و فریب اور کذب و فرار سے آگاہ ہو کر قادیانیت سے تائب ہو گئے۔

سیف چشتیائی:-

دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا نے بزعم خویش ایک الہامی تفسیر "اعجاز المسیح" بزبان عربی

پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں اسی کے جواب میں اپنی دوسری مشہور کتاب "سیف چشتیائی" لکھ کر شائع فرمائی، جس میں مرزائی عربی دانی کی قلعی کھول دی اور اس کے دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں۔

اس کتاب نے برصغیر کے علمی حلقوں میں پیر صاحب کی علمی و روحانی بالادستی کا سکہ بٹھا دیا۔ اور تو اور دیو بندی جماعت کے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی انور شاہ کشمیری نے ان الفاظ میں داد و تحسین دی اور اعترافِ عظمت کیا کہ اس موضوع پر "سیف چشتیائی" کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ (ختم نبوت ص ۲۲)

"سیف چشتیائی" میں حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے پیش گوئی کی تھی کہ مدینہ منورہ زاد ہا اللہ شرفاً میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے اور جوابِ سلام سے شرف ہونے کی نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہو گی۔

حج نصیب نہ ہونے کی پیش گوئی :-

چنانچہ یہ پیش گوئی پوری ہوئی مرزا صاحب کو نہ تو حج نصیب ہوا اور نہ مدینہ منورہ کی حاضری۔ (مہر منیر ص ۲۵۱)

۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب نے پیش گوئی داغی کہ جیٹھ کے مہینہ میں پیر صاحب گولڑہ کا انتقال ہو جائیگا۔ قبلہ عالم کے محب صادق نواب محمد حیات قریشی نے آپ سے مناسب حفاظت کا انتظام کرنے کی استدعا کی کہ مبادا ترغیب مرزا پر کوئی حملہ کر دے۔ اپ نے فرمایا۔ میاں صاحب: موت برحق ہے اس سے مفر نہیں مگر تسلی رکھو انشاء اللہ اس جیٹھ میں میں تو نہیں مرتا۔ بلکہ دوسرے سال آپ نے سیال شریف کے عرس کے موقع پر میاں صاحب سے فرمایا۔

"الجیٹھ بالجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا۔ یعنی جیٹھ میں ہماری موت کی پیشینگوئی کرنے والا خود ہی موت کا شکار ہو گیا۔ (مہر منیر ص ۲۵۷)

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری :-

تاجدار روحانیت، امیر ملت سیدنا پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری (متوفی ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے نوازا تھا۔ آپ کو فاتح قادیان کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہے۔ اپ نے ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور مرزا صاحب قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی۔ انکار ہونے پر سر عام مرزا صاحب کی عبرتناک موت کی پیشین گوئی کی جو صحیح ثابت ہوئی۔ (مہر منیر ص ۴۰۶)

دعوت مباہلہ اور موت کی پیش گوئی:-

مرزا کی شامت آئی تو لاہور کا رخ کیا۔ خبر اڑتے ہی پنجاب بھر سے شمع رسالت کے پروانے ختم نبوت کے دیوانے مرزا کے تعاقب میں لاہور آ پہنچے۔ اپریل اور مئی ۱۹۰۸ء دو ماہ مسلسل امیر ملت سیدنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے لاکھوں فرزندان اسلام کی معیت میں مرزا کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخر ۲۵ رمئی کو موچی دروازہ لاہور پر ایک عظیم الشان جلسہ 'ختم نبوت' سے آپ کا ولولہ انگیز خطاب ہوا۔ اس شام آپ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا "آج میں چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا اعلان کے باوجود بھی مناظرے کے لئے نہیں آتا لہٰذا میں اسے مباہلے کی دعوت دیتا ہوں"

مرزا کی موت کی پیش گوئی:-

آپ نے فرمایا میں نبوت کا دعویدار نہیں بلکہ سچے نبی کا سچا غلام ہوں۔ میں نے پیشگوئیاں نہیں کیں، نہ پسند کرتا ہوں۔ البتہ آج اس دعوت مباہلہ میں اپنے سچے نبی کی عزت و عظمت کی خاطر ایک پیشگوئی کرنے جا رہا ہوں جو انشاءاللہ حرف بحرف سچ ثابت ہو گی۔ جھوٹے نبی مرزا کی طرح غلط نہیں نکلے گی۔ معزز مسلمانو! غور سے سنو مجھے بتاؤ کہ اس وقت مرزا کہاں ہے سب نے یک زبان ہو کر کہا سامنے والے محلے کے ایک مکان میں۔ آپ نے کہا اللہ مرزا کی موت ہونے والی ہے اور وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر انتہائی عبرتناک اور شرمناک موت مرے گا۔ اس کے بعد آپ نے طویل خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائی۔ پورے مجمع پر رقت طاری تھی اور آنسوؤں کی جھڑی میں آمین آمین کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایسا منظر چشم فلک نے پہلے کم دیکھا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کی عزت و حرمت کے صدقے شہزادۂ رسول کی دعا اور پیشن گوئی کو شرف قبولیت بخشا۔ چند گھنٹے بعد ہی رات کے دس بجے مرزا پر لاہور میں اسی مکان میں ہیضہ کا شدید حملہ ہوا۔ مسلسل بارہ گھنٹے دونوں طرف سے بول و براز جاری ہوتا رہا۔ صبح دس بجے آخری بار رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء لے جایا گیا۔ سوا دس بجے تک جب کوئی آواز نہیں آئی تو دروازہ کھول کر دیکھا گیا مرزا گندگی میں لت پت مرا پڑا تھا۔ چونکہ چاروں طرف مسلمانوں کا محاصرہ تھا لہٰذا کوڑے کی گاڑی میں ڈال کر ریلوے اسٹیشن لایا گیا اور وہاں سے بذریعہ مال گاڑی قادیان منتقل کر دیا گیا۔ اتنے میں پورے برصغیر میں جھوٹے نبی کے عبرتناک انجام اور سچے نبی کے سچے غلام حضرت امیر ملت کی زندہ کرامت کا شہرہ پھیل چکا تھا۔

تحفظ ختم نبوت کا دوسرا دور

[۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان سے ۱۹۵۳ء لاہور میں مارشل لا کے تشدد تک]

قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کا یہ دور قیام پاکستان ۱۹۴۷ء سے شروع ہوتا ہے، پاکستان بنا تو حکومت میں بہت سے قادیانی گھس آئے۔ علماء نے اس کی زوردار مخالفت کی اور گرفتاری دی۔ عوام سڑکوں پر نکل آئے، حکومت نے تشدد شروع کر دیا۔ لاہور میں صرف ایک دن میں ۱۰ ہزار لوگوں کی جان گئی۔ اسی دور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے، اس دور میں خواجہ قمرالدین سیالوی، مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید محمود احمد رضوی، مولانا عبدالحامد بدایونی نے بنیادی کردار ادا کیا۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کی خدمات

آپ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء سیال ضلع سرگودھا پنجاب میں پیدا ہوئے، آپ مشہور اور باا ثر پیر طریقت گذرے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر چنے گئے، آپ کی قیادت میں جمعیۃ نے قومی اسمبلی میں سات اور پنجاب وسندھ میں چار چار سیٹیں حاصل کیں۔

لاہور کنونشن کے مطالبات:

۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک کنونشن برکت علی اسلامیہ میں ہوا جس میں اپ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا، آپ نے اس کنونشن میں فرمایا کہ قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لونگا اور چند دنوں میں ”ربوہ“ کو صفحہ ہستی سے ناپید کردوں گا۔ (ماہنامہ ضیاء حرم لاہور ختم نبوت نمبر ص ۵۹، بحوالہ تعارف علمائے اہلسنت ص ۲۷۰)

سرکاری مسودۂ قانون میں مسلمان کی تعریف نہیں کی گئی تھی اور چودھری سر ظفراللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان کے ہذیانات بھی دن بدن بڑھ رہے تھے جس کے جائزہ کے لئے برکت علی اسلامیہ ہال میں دسمبر ۱۹۵۲ء میں ایک کنونشن بلایا گیا جس میں حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی نے خصوصی طور پر شرکت فرما کر حاضرین کے حوصلوں اور امنگوں میں اضافہ فرمایا، کنونشن نے مطالبہ کیا کہ (۱) سر ظفراللہ کو وزارت خارجہ پاکستان سے ہٹایا جائے

اور (۲) مسلمان ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کرے۔ جو لوگ ایسا نہ کریں یا حضور کی کسی تعلیم میں مسلمانوں کی کثرت رائے کی پابندی قبول نہ کریں انہیں آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہیے اور (۳) اسے اسلامی حکومت بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ہر محکمہ کے کلیدی عہدوں پر وہی افراد رکھیں جائیں جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں۔

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کی خدمات

متوفی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء بن امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ خلیفہ اعلیٰحضرت جو تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے، آپ نے پاک و ہند کے گوشے گوشے میں تبلیغ فرمایا اور قادیانیت کے استیصال میں کلیدی کردار ادا کیا، آپ مسجد وزیر خاں لاہور کے خطیب اور انجمن حزب الاحناف لاہور کے امیر تھے، ۲۶، ۲۷، ۲۸ / مارچ ۱۹۴۸ء کو علامہ سید احمد کاظمی کی تحریک پر انوار العلوم ملتان میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں پاکستان بھر کے علماء و مشائخ شریک ہوئے، اسی میں اہلسنت کی سیاسی جماعت کی تشکیل ہوئی اور بعد تشکیل حضرت علامہ ابوالحسنات صدر ہوئے۔ آپ نے جمعیت کے پلیٹ فارم سے نمایاں کارنامے انجام دیئے۔

مرکزی مجلس عمل

برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں منعقدہ کنونشن دسمبر ۱۹۵۲ء میں منظور شدہ مطالبات کو منوانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظم کرنے کے لئے پاکستان کے تمام سنی علماء اور دیوبندی، غیر مقلد، جماعت اسلامی اور شیعہ سب نے مل کر ۱۹۵۳ء میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنائی۔ علامہ ابوالحسنات قادری اس کے صدر منتخب ہوئے۔ متفقہ طور پر وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین مسلم لیگی کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ کے منصب سے برطرف کیا جائے اور مرزائیوں کو قانونی طور سے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے لیکن حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر طے پایا کہ ایک وفد کراچی جا کر وزیر اعظم سے ملے اور مطالبات پیش کرے۔

خواجہ صاحب نے معذوری کا اظہار کیا اور قائدین وفد کو گرفتار کر لیا یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان ص ۴۲۵ / ۴۲۶)

۱۹۵۳ء کی یہ کہانی سید مظفر علی شمسی اپنے لفظوں میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"میں اس وقت مجلس عمل کا سکریٹری تھا۔ ہر جلسہ میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا۔ انہیں ہر اسٹیج پر باعمل پایا۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کیے انہیں کا حصہ تھا۔ ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز پڑھتے ان کی شخصیت اور ان کے علم و فضل کا اقرار کرتے، مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک ہی خواہش کا اظہار کرتے کہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کے مطالبات تسلیم کریں، اس سلسلے میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا اور ختم نبوت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا، میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلہ کے لئے بیقرار ہے اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لئے رو رو کر دعائیں مانگتے دیکھا ہے۔

گرفتاری:-

مطالبات منظور نہ ہونے پر ڈائریکٹ ایکشن کا جب اعلان ہوا تو اسی شب حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقاء کو گرفتار کر لیا گیا جس کے بعد یہ تحریک ملک گیر پیمانے پر زور پکڑ گئی اور آپ کو ایک روز اچانک یہ اطلاع ملی کہ مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور کو مارشل لاء حکومت نے پھانسی کی سزا دے دی ہے۔ اپنے اکلوتے فرزند کے بارے میں یہ روح فرسا خبر سن کر سجدے میں گر گئے اور عرض کی الٰہی! میرے بچے کی قربانی منظور فرما۔ (روزنامہ مشرق لاہور، ۵ر نومبر ۱۹۶۷ء ص ۳)

ڈیڑھ ماہ تک کراچی سینٹرل جیل میں رکھنے کے بعد آپ کو سکھر سینٹرل جیل میں نظر بند کر دیا گیا جس میں آپ کے علاوہ مولانا عبد الماجد بدایونی، صاحبزادہ فیض الحسن، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی شمسی بند تھے۔

مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی نے مسجد وزیر خاں کو مرکز بنا کر ان میں شعلہ بار تقریروں سے تحریک کو آگے بڑھایا۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ قریب تھا کہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہو جاتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہو گئے، بعد ازاں مولانا ابو الحسنات اور مولانا عبد الستار خاں نیازی کو بھی رہا کر دیا گیا۔ اس طرح یہ تحریک وقتی طور پر رک گئی۔ ۱۹۷۴ء میں دوبارہ یہ تحریک چلی جو کامیابی سے ہمکنار ہو گئی اور ۷ر ستمبر کو مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ (اکابر تحریک پاکستان ص ۱۳۹)

ایوبی دور میں مارشل لاء میں بین الاقوامی سیمینار منعقد کیا اور اس میں ظفر اللہ خاں قادیانی کو صدارت سے الگ کرنے کے لئے تحریک اٹھائی اور الگ کروایا، مارشل لاء حکومت کے خلاف تقریریں کرکے عوام کے دلوں سے خوف دور کیا، بغاوت کے جرم میں آپ پر ۱۴ مقدمات قائم کیے گئے مگر سب سے بری ہو گئے۔ (الہام، مجاہد ملت ایڈیشن ص ۸۲)

علامہ عبدالستار نیازی کی خدمات :-

آپ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں میانوالی پنجاب میں پیدا ہوئے، تحریک پاکستان، تحریک نظام مصطفےٰ، تحریک تحفظ ختم نبوت اور دیگر تحریکوں میں مسلم لیگ، جمعیۃ علمائے پاکستان، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارموں سے زبردست سرگرم حصہ لیا اور نمایاں سیاسی و مذہبی کردار ادا کیا، جمعیت علمائے پاکستان کے جنرل سکریٹری بھی رہے،

پنجاب سے ممبر اسمبلی اور وفاقی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔

۱۹۵۱ء میں علامہ نیازی دوسری بار صوبائی اسمبلی کے عمومی انتخاب میں میانوالی سے ہی ایم ایل اے منتخب ہوئے اور اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر اسمبلی میں پردہ بل پیش کیا، اس بل میں علامہ نیازی نے قومیت کی اساس عقیدۂ ختم نبوت پر رکھی تھی اور غیر مسلموں کے لئے ذیلی ایوان تجویز کیا تھا۔ گویا آپ کا مسودۂ آئین بی پی سی رپورٹ پر زبردست تنقید تھی اور یہی تنقید بالآخر تحریک تحفظ ختم نبوت کی اساس بنی۔

مجلس عمل کے مطالبات :-

۲۰/۲۱ جنوری ۱۹۵۳ء کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا تو اس کے تیرہ نمائندوں میں آپ کا نام بھی تھا، اس میں وہ مطالبات پھر دہرائے گئے جو لاہور کنونشن میں کیے گئے تھے (۱) وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو برخاست کیا جائے (۲) قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے (۳) قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

لاہور میں علماء کی گرفتاری کے بعد عوامی قیادت :-

جب مجلس عمل کے دیگر قائدین گرفتار کر لے گئے اور تحریک کسی رہنما سے محروم ہو گئی تو مولانا نیازی میدان عمل میں کود پڑے اور ڈوبی ہوئی تحریک کو سنبھال لیا، ۳ مارچ ۱۹۵۳ء کو آپ نے اپنا مرکزی دفتر مسجد وزیر خاں میں قائم کیا اور زبردست تقریر کی دوسرے روز صبح کو آپ نے سو سو کی تین جماعتیں مسجد وزیر خاں میں ترتیب دیں۔

مظاہرے اور گرفتاری کے لئے لوگ گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ کی کوٹھی پر امڈ پڑے ہجوم نے بے قابو ہو کر غصے میں ڈی ایس پی فردوس علی شاہ کو خنجر گھونپ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وزیر اعلیٰ نے اس قتل کیس میں مولانا نیازی کو بھی گرفتار کرنے کا حکم دیا ۵/ مارچ کو مارشل لاء لاگو کر دیا گیا، اور پولس نیازی صاحب کی تلاش میں لگ گئی۔

اس واقعہ کے بعد پولس نے مجاہدین پر بے تحاشا تشدد کیا اور بہت فائرنگ کی، قادیانی بھی فوج اور پولس کی وردی میں باہر سے آکر فائرنگ میں شریک ہوئے۔ مسلمانوں نے بے پناہ جانی قربانیاں پیش کیں، مولانا نیازی قصور سے گرفتار کر کے لاہور لائے گئے اور بیان لینے کے بعد ۱۶/ اپریل ۱۹۵۳ء کو جیل میں ڈال دیئے گئے، قتل کیس سے تو آپ بری کر دیئے گئے لیکن بغاوت کیس میں ۷/ مئی ۱۹۵۳ء کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا، مولانا نے کہا ابھی کچھ سزا لائے ہو اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں تو میں ان سب کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر قربان کر دیتا، آپ نے افسر سے کہا میں آپ کی خاطر اس پر دستخط کئے دیتا ہوں اور بڑے اطمینان سے دستخط کر دیئے۔

مولانا نیازی سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھری میں رہے ۱۴/ مئی کو سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہو گئی پھر مئی ۱۹۵۵ء میں رہا کر دیئے گئے۔

(ہفت روزہ الہام مجاہد ملت ایڈیشن ص ۲۵،۲۶) (تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان از صفحہ ۱۵۶ تا ۱۶۴)

لاہور میں خون کی ہولی :-

ملک پاکستان کو بنے ابھی پانچ سال چھ ماہ اور بیس دن ہوئے تھے کہ لیگی حکومت نے لاہور میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس خون سے وہ ہولی کھیلی کہ پاکستان کے بانیوں کی روحیں برزخ میں چیخ اٹھیں اور جنہوں نے سر کی آنکھوں سے یہ ہولناک اور تڑپا دینے والے مناظر دیکھے اپنے خوابوں کا جنازہ بے گور و کفن نکلتے دیکھا۔

تاریخ پاکستان میں ۴/ مارچ ۱۹۵۲ء کا دن عشق و مستی کے سنگ میل کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس روز کی تاریخ نے جہاں اقتدار کے نشے میں بدمست چنگیزی صفات حکمرانوں کو بے نقاب کیا وہاں یہ دن عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو پیش کرتا ہے۔ ۴/ مارچ ۱۹۵۳ء کے حوالہ سے مولانا وسایا اللہ رقم طراز ہیں:

"آج پورا دن جلوس نکلتے رہے اور پولس ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتی رہی وہ خاک و خون میں تڑپ کر بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ناموس کا تحفظ کر گئے اور آنے

والی نسلوں کے لئے ایک راستہ متعین کر گئے کہ اگر قانون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس سے گریزاں ہو تو مسلمان اپنے خون جگر سے یہ فریضہ ادا کر کے دکھاتے ہیں۔
(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص۳۶۹/۳۶۸)

بھاٹی دروازہ کے قریب ایک جلوس گزر رہا تھا۔ انتظامیہ نے اسے کرفیو کی خلاف ورزی قرار دے کر بھون ڈالا، نولکھا بازار میں بھی ایک جلوس پر گولیوں کی بوچھار کی گئی۔ سرکلر روڈ بیرون دہلی دروازہ کے ایک جلوس پر گولیاں چلائی گئیں۔ چودھری محمد حسین ایس پی نے میکلوڈ روڈ کے ایک جلوس پر اندھا دھند فائرنگ کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔ نسبت روڈ پر انسپکٹر آغا سلطان احمد نے فائرنگ کی اور کئی لوگوں کے جلوس پر گولیاں چلائیں۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولس موچی دروازہ نے ایک اور جلو پر گولیاں چلا کر شرکاء کے قلب و جگر کو چھید ڈالا۔ غرضیکہ پورا شہر سراپا احتجاج تھا۔ کرفیو نافذ ہونے کے باوجود اس کا نام و نشان نہ تھا۔ پولس باولے کتے کی طرح شرکاء جلوس مظاہرین پر اندھا دھند فائرنگ کر رہی تھی۔ چشم فلک نے لاہور میں حق و باطل کا یہ معرکہ دیکھا کہ حق والے کسطرح اپنے سینوں پر گولیاں کھا کر جام شہادت نوش کر رہے تھے۔ رات بھر دور دور تک ہیبت و ہولناک شور اور اندھا دھند فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں۔

تحریک کے کارکنوں میں غیر مرئی جذبہ اس طرح موجزن تھا کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کی جنگ گویا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست نظر کرم سے لڑ رہے تھے۔ مسلمان اپنی جانوں پر کھیل کر ثابت کر رہے تھے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا رشتہ اتنا مقدس رشتہ ہے کہ اس میں مال و عزت اور آبرو تو در کنار جان بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور ان کی نعشیں ٹھکانے لگائی جاتی رہیں۔ بعض ذمہ دار سیاسی لیڈروں نے اس کی تصدیق کی، ملک فیروز خان...... نے پبلک طور پر بیان دے کر اس بات کی تصدیق و تائید کی۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۳۷۲، بحوالہ تحفظ ناموس رسالت ۱۰۷ تا ۷۰۴)

علامہ شاہ احمد نورانی کی خدمات :-

آپ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۸ء میں شہر میرٹھ بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپ خلیفہ اعلیحضرت مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم میرٹھی کے فرزند ہیں، غیر معمولی سیاسی و مذہبی سوجھ بوجھ کے مالک ہیں، ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیۃ علمائے پاکستان کے سربراہ ہیں، قومی اسمبلی

میں حزب اختلاف کے پارلیمانی لیڈر رہ چکے ہیں، تبلیغ اسلام، اسلام کے خلاف حملوں کا جواب اور مسلمانوں کے سیاسی بالادستی کے لئے ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ قادیانیت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔

انگریزی میں مرزائیت کے رد میں ایک ضخیم کتاب بھی تحریر فرمائی، سیاست رد قادیانیت اور تبلیغ اوڑھنا بچھونا ہے، اندرون پاکستان اور پوری دنیا میں قادیانیت کا آغاز کارہی سے مقابلہ کررہے ہیں ہزاروں غیر ملکی دورے کرچکے ہیں۔

۱۹۶۵ء میں سرینام جنوبی امریکہ میں سات ماہ قیام کرکے فتنہ مرزائیت کو کچلا اور ایک مناظرے میں مرزائیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی (متوفی ۱۹۷۰ء) اور دیگر علماء کے ساتھ شریک رہے۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ نورانی پیش پیش تھے۔ گرفتاری کے لئے رضاکاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لئے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا آپ اس کے ممبر تھے۔

۱۹۶۹ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا، آپ نے صدر پاکستان یحییٰ خان کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستانی معیشت کو تباہ کررہا ہے۔ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ مولانا نورانی نے ظاہر کیا تھا۔ یعنی حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے نام سے پاکستان سے الگ ہوگیا۔ (تعارف علماء اہلسنت ص ۳۷ تا ۳۸)

میدان سیاست میں:-

اگرچہ آپ ۱۹۴۹ء میں کراچی میں مقیم ہوگئے تھے، لیکن زیادہ وقت بیرون ممالک کے تبلیغی دوروں کی وجہ سے پاکستان میں زیادہ متعارف نہیں تھے جب خواجہ قمرالدین سیالوی ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے تو علامہ نورانی نے علماء کے اصرار پر سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اسی سال کے عام انتخابات میں جمعیت کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی

کے رکن منتخب ہوئے اور آپ کو جمعیت کی پالیمانی پارٹی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔

قادیانیت پر پہلی ضرب:-

علامہ نورانی نے قومی اسمبلی میں اپنی موجودگی سے سیاسی سطح پر ملی مفادات کے لئے کام کا اچھا موقع سمجھا اور ۱۵ر اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز اسمبلی میں بلند کی، آپ نے فرمایا "جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا، میں اس دستور کو معزز ایوان کے لئے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں اور اس کی مخالفت کرتا ہوں، اس میں لکھا ہے کہ صدر پاکستان مسلمان ہوگا مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ تو پھر یہ کیسے چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمراں بن سکتے ہیں اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ (ایضاً ص ۴۲)

اس پر وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے کہا علماء مسلمان کی کوئی متفقہ تعریف اگر ایوان میں پیش کریں تو ہم اسے منظور کرنے کے لئے تیار ہیں جمعیت العلماء پاکستان کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری نے فرمایا میں اپنی جماعت کی طرف سے مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

اجلاس کے خاتمے پر رات کو علامہ نورانی کے کمرے میں مجاہد ملت عبدالستار خاں نیازی مرکزی جنرل سکریٹری جمعیت علماء پاکستان مولانا محمد علی رضوی ممبر قومی اسمبلی سر جوڑ کر بیٹھے، علامہ ازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی اسے سب نے پسند کیا، مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحق ممبران قومی اسمبلی جمعیت علماء اسلام نے اس تعریف کو جامع قرار دیا۔ (ایضاً ص ۴۳)

چونکہ علامہ نورانی اور علامہ ازہری تقریر کر چکے تھے اسلئے اتفاق رائے کے پیش نظر یہ تعریف ۱۷ر اپریل کو مولانا عبدالحق نے اسمبلی میں پیش کی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیت پر علامہ نورانی کی یہ پہلی ضرب تھی جس نے بالآخر تحریک کی صورت اختیار کیا اور قادیانی اپنے کیفر کردار کو پہونچے اور اس کے ذریعہ مرزائیوں کا چور دروازہ بند ہوا۔

تحفظ ختم نبوت کا تیسرا دور

[۱۹۵۳ء میں حکومت کے تشدد کے بعد سے ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم قرار دیئے جانے تک]

تحریک کے هیرو:-

علامہ شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں ۱۹۷۲ء میں قادیانیت کے سر پر سیاست اور آئین کے ڈنڈے سے وار کر کے تحریک تحفظ ختم نبوت کے تیسرے دور کی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ دن بدن یہ تحریک مذہبی اور سیاسی پلیٹ فارموں سے قوت پاکر پروان چڑھتی رہی، دھیرے دھیرے یہ تحریک سیاست دانوں، علماء و مشائخ، وکلاء، طلبہ اور عوام میں اس طرح پھیل گئی کہ ہر جگہ اس کی سرگرمیاں نظر آنے لگیں۔ ۱۹۷۳ء میں یہ تحریک شباب پر پہونچ گئی، ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں علامہ شاہ احمد نورانی کی تیار کردہ قرارداد جس کے منظور ہونے کے بعد آئینی طور سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت مان لئے جانے پر منتج ہوئی۔ اس کا اولین کریڈٹ علامہ نورانی کو جاتا ہے۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۱۹۷۴ء میں اس عظیم کامیابی پر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں اپنے اعزاز میں دی گئی ایک استقبالیہ مجلس میں آپ نے فرمایا "اللہ کا شکر ہے ہم نے اپنے منشور کے ایک حصے یعنی "مقام مصطفیٰ کا تحفظ" کو سیاسی طور پر منوالیا اور دوسرے حصے کے لئے تحریک جاری ہے اور جب تک اس ملک میں نظامِ مصطفیٰ نافذ نہیں ہو جاتا یہ تحریک جاری رہے گی۔"

(تعارف علماء اہلسنت ص ۴۳ و ۴۴)

واقعہ ربوہ:-

۲۲ر مئی ۱۹۷۴ء کو چند مسلم طلبہ بذریعہ ٹرین ربوہ ریلوے اسٹیشن سے گذرے، ان کے ساتھ چند مرزائی نوجوان تکرار کرنے لگے اور بات نعرہ بازی تک پہونچ گئی، جب یہ ٹرین واپسی میں پھر ربوہ اسٹیشن پر رکی تو مسلح مرزائی نوجوانوں نے مسلم طلبہ پر حملہ کر دیا اور ان کو مار مار کر ٹانگیں اور بازو توڑ ڈالے یہ خبر پورے پاکستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ملک بھر کے لاکھوں مسلمان سڑکوں پر نکل آئے، علماء و مشائخ کی قیادت میں اب کی بار مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کا عہد کر لیا اور قربانیوں کا نیا باب لکھا جانے لگا، قوم کی آواز پر مجاہد ملت علامہ عبدالستار خاں نیازی ایک بار پھر ببر شیر کی طرح گرجے

ہوئے میدان میں اترے، قائد اہلسنت علامہ شاہ نورانی اس وقت تک اندرونی وبیرونی، دینی اور سیاسی حلقوں میں اپنی بصیرت کالوہا منوا چکے تھے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تحفظ مقام مصطفیٰ کا نعرہ بلند کیا جس کی پورے ملک میں پذیرائی ہوئی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، علامہ پیر کرم شاہ بھیروی ازہری، علامہ سید عبدالقادر جیلانی، علامہ مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا سید محمود احمد رضوی، علامہ الٰہی بخش رضوی پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، علامہ شاہ عارف اللہ قادری، حضرت پیر محمود شاہ محدث ہزاروی اور دیگر ہزاروں علماء ومشائخ کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجے میں حکومت نے عوام کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، اور مقدمہ قادیانیت قومی اسمبلی میں پیش ہونے کی نوبت آئی۔ (ختم نبوت ص ۲۴)

مشائخ کانفرنس :-

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کی دعوت پر ۱۳/ جولائی ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں ایک عظیم الشان مشائخ کانفرنس خاص اسی موضوع پر بلائی گئی تھی جس میں پاکستان کے طول وعرض سے کئی سو اکابر علماء ومشائخ شریک ہوئے تھے اور متفقہ طور پر اس میں یہ قرارداد پاس ہوئی تھی۔

کل پاکستان مشائخ کانفرنس کا یہ اجلاس عوام وخواص اور ارباب حکومت پر واضح کر دینا اپنا دینی وملی فریضہ سمجھتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ (رد بدعات ومنکرات ۲۸۷/ ۲۸۸ مولانا یٰسین اختر مصباحی)

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل جدید :-

اس تحریک کو بامقصد بنانے کے لئے دوبارہ "مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی تشکیل ہوئی۔ جس کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید ابوالبرکات علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت فاضل بریلوی منتخب ہوئے اور علامہ عبدالستار خاں نیازی اس کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ مرکزی مجلس عمل میں اہل سنت وجماعت کے علاوہ دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ بھی شریک تھے۔ سیاسی جماعتوں میں جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام (مفتی محمود گروپ) جماعت اسلامی مسلم لیگ، خاکسار، نیشنل عوامی پارٹی وغیرہ نے متحد ہو کر اس کا ساتھ دیا۔ جبکہ مذہبی دیوبندی علماء میں مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی احتشام الحق تھانوی اس سے الگ رہے۔

مرکزی مجلس عمل نے مطالبہ کیا کہ (۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے (۲) قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے (۳) ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

([illegible])

علامہ عبدالستار نیازی نے مجلس عمل کے نائب صدر کی حیثیت سے ملک گیر دورے کر کے قادیانیوں کے مکر و فریب کے جال کو تار تار کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی۔ اس سلسلہ میں آپ کو جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اخبارات کی تراشیں ان کی شاہد ہیں۔ آپ نے اپنی بیماری، بڑھاپے اور حکومت کی ستم ظریفی کی پرواہ نہ کی۔ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں مجلس عمل کے زیر اہتمام عظیم جلسے سے خطاب کیا اور بالآخر آپ کی کوششیں رنگ لائیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ (اکابر تحریک پاکستان ص ۱۳۸)

مسئلہ قادیانیت قومی اسمبلی میں مولانا نورانی کا خصوصی کردار :-

۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مسئلہ علامہ شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے اور ہزاروں شہدائے تحریک تحفظ ختم نبوت کی جانی قربانیوں کے بعد قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ یہ قرارداد علامہ نورانی کی قیادت میں تیار ہوئی اور دیگر فضا ہموار ہونے کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانون میں تبدیلی ہو گئی۔

اس قرارداد کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی تصور کرتا ہے اس کی حیثیت کا تعین کیا جائے دوسری قرارداد صدر جمعیۃ علمائے پاکستان و ممبر قومی اسمبلی مولانا شاہ احمد نورانی (فرزند مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم میرٹھی خلیفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی) نے پیش کی جس پر حزب اختلاف کے بائیس ممبروں کے دستخط تھے جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہو گئی جس میں ہر مکتب فکر کے نمائندے تھے۔

اسمبلی کی اس کارروائی کے بعد ایک خصوصی کمیٹی بنی جس کے ممبران میں مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد وغیرہم تھے۔ حکومت کی طرف سے کوثر نیازی اور عبدالحفیظ پیرزادہ نمائندے تھے۔

کارروائی کے دوران مرزا ناصر الدین احمد سربراہ قادیانی ربوہ گروپ و صدرالدین لاہوری گروپ کی درخواست آئی کہ انہیں بھی صفائی کا موقعہ دیا جائے چنانچہ

اجازت ملنے کے بعد انہوں نے اپنا محضر نامہ پڑھا۔ کمیٹی کے ممبران نے اس کے بعد سوالنامہ مرتب کیا جو ۷۵ سوالات پر مشتمل تھا اور جسے صرف علامہ عبد المصطفیٰ ازہری (خلف اکبر صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی خلیفہ اعلیحضرت فاضل بریلی قدس سرہما) حضرت مولانا سید محمد علی رضوی اور حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب نے مرتب کیا تھا۔

(رد بدعات و منکرات ص ۲۸۷ مولانا یٰسین اختر مصباحی)

اس دور میں تحریک کے ہیرو علامہ شاہ احمد نورانی نے جن کی وجہ سے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی قرار داد اسمبلی میں پاس ہوئی، اس کہانی کی مزید جزئیات و تفصیلات اور اپنی اور اپنے احباب کی بے مثال سیاسی جد و جہد کا تذکرہ ایک مطبوعہ انٹرویو میں خود کیا ہے۔ یہ انٹرویو ادیب جاودانی نے لیا تھا، ہم ان کے شکریہ کے ساتھ ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

غیر مسلم قرار دیئے جانے کی کہانی مولانا نورانی کی زبانی

سوال: کیا جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کے سلسلے میں آرڈیننس نافذ کر کے اسلام کی خدمت نہیں کی؟

جواب بھٹو کے زمانے میں اس سلسلہ میں جو کام ہوا میں بذات خود اس کا گواہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ میں بھٹو کی عظمت کا اعتراف میں انتہائی برملا طور پر کرتا ہوں، بھٹو کے زمانے میں اس سلسلہ میں قومی اسمبلی میں قرار داد پیش کی گئی تھی، میں نے ہی پیش کی تھی۔ اس پر سب سے زیادہ کام میں نے ہی کیا تھا۔ میں نے قرار داد کا مسودہ لکھا، اس کی حمایت میں اراکین اسمبلی کو قائل کیا، دوستوں سے اس کے مسودے پر دستخط کروائے، مولانا مفتی محمود صاحب سے اس سلسلہ میں دستخط کروائے، خان عبد الولی خان سے دستخط کروائے اور اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، خان عبد الولی خان نے نہایت اطمینان سے بغیر کسی رد و قدح کے اس قرارداد کے مسودے پر دستخط کئے، ہمارے ملک میں خان عبد الولی خان کے متعلق لوگ بڑی غلط فہمیاں رکھتے ہیں۔ وہ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف تھے، میں نے پانچ سات سال تک ان کو بہت قریب سے دیکھا ہے، ان کے ساتھ کام کیا ہے۔ میں نے ان کو کبھی اسلام کے خلاف قابل گرفت بات کرتے ہوئے نہیں سنا۔ وہ ملک کی بقاء اور سلامتی اور اس ملک کے عوام کی بہتری کے لئے ہماری جد و جہد کی انتہائی سمجھ داری اور خلوص کے ساتھ قیادت کرتے رہے۔

جب میں نے قرارداد کا مسودہ تیار کر لیا تو میں نے انہیں کہا خان صاحب! آج شام کو میں آرہا ہوں، قرارداد کا مسودہ میں نے تیار کر لیا ہے آپ کے دستخط کروانے ہیں۔ ان کے کمرے میں گیا۔ انہوں نے پوچھا مولانا فرمایئے کیا حکم ہے میں نے عرض کیا یہ مسودہ ہے۔ بولے۔ کیا اس پر میرے دستخط چاہئیں؟ میں نے کہا آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے۔ وہ مسکرائے، میں نے کہا آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں، بولے کوئی ضرورت نہیں اور بلا کسی تردد کے انہوں نے قرارداد کے مسودے پر دستخط کر دیئے حالانکہ مجھے یہ گمان ضرور تھا کہ وہ کہیں گے دیکھو بھئی یہ تمہارا مذہبی مسئلہ ہے مجھے اس میں مت گھسیٹو۔ یہ ہے اور وہ ہے، انہوں نے اس طرح کا ایک لفظ تک نہیں کہا۔ اس وقت غوث بخش بزنجو صاحب بھی ان کے پاس تھے۔ انہوں نے بھی کسی لیت و لعل کے بغیر دستخط کر دیئے۔

میں نے یہ قرارداد ۳۰ جون کو قومی اسمبلی میں پیش کی تھی۔ بھٹو صاحب اس قرارداد کے پیش کرنے پر مجھ سے خفا تھے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ میں نے ان کے لئے خواہ مخواہ ایک مسئلہ کھڑا کر دیا ہے ایک مصیبت کھڑی کر دی ہے۔ میں صاحبزادہ فاروق علی خان کے چیمبر میں ان سے ملا تھا۔ وہ قومی اسمبلی کے اسپیکر تھے۔ میں قرارداد کا مسودہ پیش کرنے گیا تھا، وزیر اعظم بھٹو اور حفیظ پیرزادہ بھی وہاں موجود تھے۔ بھٹو اس لئے بھی زیادہ پریشان تھے کہ میں نے قرارداد کا مسودہ قومی اسمبلی میں پیش کرنے سے پہلے اس کی ایک ایک کاپی تمام اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو بھجوا دی تھی اور اخبارات نے اسے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کر دیا تھا۔

میری قرارداد کے جواب میں مرزا ناصر الدین نے ایک بیان دیا جس میں کہا گیا تھا کہ شاہ احمد نورانی کی قرارداد یکطرفہ ہے۔ انہوں نے ایک بیان میں مطالبہ کیا تھا کہ اگر مولانا شاہ احمد نورانی اس قرارداد کو قومی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اس بات کا حق دیا جائے کہ ہم بھی قومی اسمبلی میں اپنے مؤقف کی وضاحت کر سکیں۔ بھٹو مجھے یہ کہنے لگے دیکھئے مولانا قومی اسمبلی کو قومی اسمبلی رہنے دیجئے، کیا اب اسمبلی میں مجلس مناظرہ منعقد ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ وہ کہتے رہے۔

بھٹو کا موقف یہ تھا کہ آپ لوگ قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں علماء کرام کے فتوؤں سے انکار تو نہیں کیا، پھر اس معاملے کو قومی اسمبلی

میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ انہوں نے یہ کہا یہ سب ...... جنون کی باتیں ہیں۔
میں نے کہا بھٹو صاحب یہ سب محض مسئلہ نہیں ہے پاکستان کے اندر یہ مسئلہ بہت حد تک سیاسی بن چکا ہے۔ انہوں نے کہا مرزا ناصر الدین نے جو بیان دیا ہے کہ یہ سب یکطرفہ ہے۔ میں نے کہا اس کا حل یہ ہے کہ آپ مرزا ناصر الدین کو بلا لیجئے۔ وہ کہنے لگے مرزا ناصر الدین کو اسمبلی میں کیسے بلایا جا سکتا ہے میں نے انہیں کہا کہ مرزا ناصر الدین کو کیمرے میں بلایا جا سکتا ہے۔ اسے "پارلیمنٹ ان کیمرہ" کہتے ہیں، کوئی بھی شخص اس میں نہیں آسکتا۔ ہم اراکین اسمبلی البتہ ہوں گے، مرزا صاحب آئیں اور اپنا بیان دے دیں، آپ ان کی سن لیجئے، اس کے بعد قومی اسمبلی جو مناسب سمجھے وہ کرے، اس سلسلہ میں ہماری (حزب اختلاف کی) بھٹو سے تین میٹنگز ہوئیں ۔ایک میٹنگ رات دو بجے تک چلتی رہی تھی، اس میں سردار شیر باز مزاری، حاجی مولانا بخش سومرو (الٰہی بخش سومرو کے باپ) مولانا مفتی محمود اور جسٹس افضل چیمہ بھی موجود تھے، بھٹو نے کہا کہ اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہت بدنامی ہوگی، لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر پارٹی سمجھتے ہیں، میں نے انہیں کہا کہ اگر کچھ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے بھی ہیں تو آپ کو ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ بات پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ بھٹو بڑی مشکل سے قائل ہوئے۔

بھٹو قائل ہوئے تو انہوں نے یہ قرارداد اسمبلی کے باہر اپنی پارٹی کے اراکین کے سامنے رکھی۔ جے اے رحیم اور شیخ رشید نے اس کی بہت مخالفت کی۔ مگر بھٹو صاحب نے کہا یہ اسلام کی بات ہے، مذہب کا معاملہ ہے پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی، جے اے رحیم نے قرارداد کی مخالفت میں بہت ہنگامہ کیا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ قرارداد اسمبلی میں منظور ہو مگر چونکہ خود بھٹو نے اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے آئین میں ترمیم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لئے میری پیش کی گئی یہ قرارداد قومی اسمبلی نے منظور کر دی۔ ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

قادیانیت کے سلسلے میں جو کام بھٹو نے کیا ہے موجودہ حکمران قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس کے نفاذ کے باوجود اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکے۔ بھٹو کو ایک کریڈٹ

بھی جاتا ہے کہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین سے پہلے کسی آئین میں یہ نہیں لکھا گیا تھا کہ اسلام اس ملک کا سرکاری مذہب ہے۔ یہ بات ۱۹۷۳ء کے آئین میں پہلی مرتبہ شامل کی گئی ہے، ہر چند اس کا محرک میں تھا مگر یہ کریڈٹ بھی بہر حال بھٹو کو جاتا ہے۔ جب میں نے بھٹو کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی اور وہ اسکے لئے قائل ہو گئے تو شیخ رشید اور جے اے رحیم نے اس کی شدید مخالفت کی، جب پیپلز پارٹی کے ان دونوں اکابرین کی مخالفت کے باوجود بھٹو نے آئین میں یہ الفاظ شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہوگا تو شیخ رشید نے یہ کوشش شروع کر دی کہ آئین میں یہ بات بھی شامل ہو جائے کہ سوشلزم اس ملک کا معاشی نظام ہوگا۔ جے اے رحیم اور شیخ رشید کی مخالفت کے باوجود ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ بات شامل کی گئی کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

میں نے یہ بھی موقف اختیار کیا تھا کہ آئین میں "مسلم" اور "غیر مسلم" کو واضح کرنے کے لئے مسلمان کی تعریف اس میں شامل کی جائے۔ جے اے رحیم نے اس معاملے میں بے پناہ مخالفت کی مگر یحییٰ بختیار نے میری تائید کی اور اس طرح ۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلمانوں کی تعریف بھی شامل کر دی گئی۔ ۱۹۷۳ء کے آئین سے پہلے ۱۹۶۲ء اور ۱۹۵۶ء کے آئین دونوں میں یہ باتیں شامل نہیں تھیں۔ ان دونوں میں البتہ یہ بات شامل تھی کہ پاکستان اسلامی مملکت ہوگی مگر اسلام کو اس مملکت کا سرکاری مذہب قرار نہیں دیا گیا تھا اور نہ ہی مسلمان کی تعریف کی گئی تھی۔

اگر اسلام کے لئے بھٹو کی خدمات میں ان باتوں کو بھی پیش نظر رکھا جائے تو آپ خود اندازہ لگالیں، موجودہ حکمرانوں نے اسکے مقابلے میں کیا کیا ہے۔ موجودہ حکمرانوں نے صرف بھٹو کے بنائے ہوئے قانون پر عمل درآمد کرانے کی کوشش کی ہے اور اس میں بھی انہیں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ قادیانی سرعام کلمۂ طیبہ اپنے سینہ پر آویزاں کئے پھرتے ہیں اور اب سنا ہے وہ اذانیں دینے کا بھی پروگرام بنا رہے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق جس قدر اسلام کا نام لیتے ہیں۔ انہیں تو اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہئے، وہ ایسا کر سکتے تھے۔ ایسا کرنے پر قادر ہیں مگر انہوں نے کیا کیا ہے؟

(نورانی سیاست از ص ۷۰ تا ۷۳ جاوید احمد صدیقی)

تحفظ ختم نبوت کا چوتھا دور

[پاکستان میں قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد سے تاحال]

عصر حاضر کی دنیا میں عموماً ہم مسلمانوں اور خصوصاً ہم سنیوں کے پاس کوئی ایسا عالمی نظام ابلاغ و ترسیل ہے، نہ کوئی ایسی انٹر نیشنل تبلیغی تنظیم جو آئے دن اسلام دشمن طاقتوں مثلاً یہودیت، عیسائیت، ہندوتوا، قادیانیت اور وہابیت کی طرف سے کیے جانے والے حملوں اور چیلنجوں کا بروقت موثر جواب دے سکے۔ اسی لئے ہم دن بدن غیر اہم ہو کر پس منظر میں جاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

ہمارے یہاں مالی وسائل کی بھی بہت کمی ہے، ہمارے سر پر کسی حکومت کا ہاتھ بھی نہیں اس کے برخلاف ہمارے دشمن یہودی، عیسائی قادیانی اور وہابی حکومتوں کی مالی سرپرستی اور پشت پناہی میں پھل پھول رہے ہیں اور اطمینان سے اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہمارے اندر عصر حاضر کے ہتھیاروں سے مصلح اور عصری صلاحیتوں سے مالامال ایسے علماء کا بھی فقدان ہے جو انٹر نیشنل زبانوں پر عبور رکھتے ہوں اور عصری فن کے اندر دنیا کی قیادت کی بھرپور صلاحیت ہو اسی لئے ہم پوری دنیا سے تقریباً کٹے ہوئے ہیں۔

غیر مسلم دنیا میں اسلام وسنیت کے تعارف اور باطل تحریکوں اور افراد کے اعتقادی فتنوں کے جواب کے لئے تین چیزوں کی بنیادی ضرورت ہے (۱) زبان دانی (۲) مواد (۳) اور طریقہ کار

زبان دانی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے مقابل کی زبان جانیں اور اس میں اس سے بات کر سکیں، مواد کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں کیا پیش کرنا ہے؟ اور طریقہ کار کا مطلب یہ ہے کہ کس طرح پیش کرنا ہے؟

دو ایک موقعوں کے سوا ہم نے کبھی بھی اس جانب جماعتی سطح پر سنجیدگی سے پوری توجہ نہیں دی۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اسی

ضرورت کا احساس کر کے اپنے خلیفہ، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی مدنی کو عالمی پیمانے پر تبلیغ دین کے لئے بریلی شریف سے دستار لپیٹ کر دعائیہ کلمات کے ساتھ عالمی سفر پر روانہ فرمایا۔

آپ انٹرنیشنل زبانوں پر قدرت رکھتے تھے۔ علمی و تبلیغی صلاحیتوں سے مسلح اور اس کے طریقہ کار سے آگاہ تھے، جادو بیانی، والہانہ پن، سوز و تاثیر اور سنجیدگی ان کی خاص خوبیاں تھیں، آپ نے چالیس سال تک پوری دنیا میں مجاہدہ تبلیغ فرمایا اور ستر ہزار کے قریب لوگ آپ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے، آج بھی ان کی علمی و تبلیغی کارناموں کی یادگاریں، مساجد، مدارس، تبلیغی اداروں، کتب خانوں اور ماہناموں کی شکل میں یورپ، افریقہ، امریکہ اور ایشیاء کے ملکوں میں موجود ہیں۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، یوپی انڈیا ہے۔

۱۹۵۴ء میں آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے یہ کام انجام دیا اور صحیح جانشینی کی، آپ کا تبلیغی کام ۱۹۷۳ء تک انفرادی رہا۔

یہ دونوں کوششیں انفرادی تھیں، ضرورت تھی کسی تنظیم اور کسی منصوبہ بند نظام کے تحت یہ کام انجام دیا جائے۔

ورلڈ اسلامک مشن کا قیام

چنانچہ اس مقصد کے لئے ۲۱ جنوری ۱۹۷۳ء کو دنیا کے مختلف گوشوں کے علمائے کرام مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اس اجتماع میں "ورلڈ اسلامک مشن" کے نام سے علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک پر ایک عالمی تبلیغی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔

پھر ۱۹۷۴ء میں انگلینڈ کی ایک کانفرنس میں آپ کو مشن کا صدر اور علامہ ارشد القادری کو سکریٹری جنرل منتخب کیا گیا اور یہیں سے مشن کے پلیٹ فارم سے منظم طریقے سے عالمی تبلیغی کام شروع ہوا، اس کا مرکز بریڈفورڈ لندن میں ہے، اس کے تحت پوری دنیا کے بیشتر ملکوں میں شاخوں کے ذریعہ تبلیغی کام ہو رہا ہے۔

مشن کی خدمات :-

مشن کے مقاصد میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو بھی ختم کرنا ہے، ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام علامہ ارشد القادری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی اور شاہ فرید الحق کی رفاقت میں علامہ نورانی نے امریکہ اور افریقہ کے مختلف مقامات کا

تفصیلی دورہ کیا، اس دورہ میں پبلک اجتماعات کے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی سے ان ممالک کے عوام کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم سے اگاہ کیا، نیز قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ سے آگاہ کیا، نیز قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ سے آگاہ کیا، جس کا ان ممالک میں خاطر خواہ نتیجہ بر آمد ہوا۔

۲۰ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو ورلڈ اسلامک مشن کی دعوت پر جمعیۃ علمائے پاکستان کا وفد علامہ نورانی کی قیادت میں عالمی دورے پر روانہ ہوا، اس وفد نے قادیانیوں کے بیشمار مراکز بند کرائے۔ (تعارف علمائے اہل سنت ص ۱۶۶/۳۶)

علامہ نورانی نے ۷۴ء میں قادیانیت کے متعلق ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کر کے اور ذاتی رابطے کے ذریعہ ختم نبوت کے مسئلے سے ممبران کو آگاہ کیا، اس تحریک میں مشن کے سربراہ نے تین ماہ کے اندر صرف پنجاب کے علاقوں میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا، ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کیا، (ایضاً ص ۳۹)

علامہ نورانی اور مشن کے دیگر افراد نے قادیانیت کے خلاف کتابیں، رسالے، پمفلٹ لکھ کر اور اخباری بیانوں کے ذریعہ بھی قادیانیت کا رد کیا، اس موضوع پر سربراہ مشن کی ضخیم انگریزی کتاب موجود ہے، مشن نے عربی اور انگریزی میں ایک ماہنامہ بھی جاری کیا، جواب صرف انگریزی میں شائع ہو رہا ہے اور قادیانیت کے خلاف کام کر رہا ہے، مشن کے رکن مولانا جلال الدین نوری اس کے ایڈیٹر ہیں، مولانا نوری نے قادیانیت کے موضوع پر عربی میں ایک کتاب بھی لکھی ہے، جو شائع ہو چکی ہے، اس میں قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی پوری تفصیل درج ہے، نیز قادیانیوں کے بعض عقائد اور ان کے خلاف عالم اسلام کے مفتیوں کے فتاویٰ اور مختلف عہد کے عدالتوں کے فیصلے بھی ہیں۔

مشن کے نائب صدر شاہ فرید الحق نے "قادیانیت پر ضرب آخر" کے نام سے انگریزی میں ایک تحریر لکھی، جس میں انہوں نے دنیا بھر کے علماء و مشائخ، اسلامی مراکز اور اداروں سے اپیل کی کہ قادیانیوں کے کافر ہونے کا خوب پرچار کیا جائے، ان سے شادی بیاہ نہ کیا جائے، ان کے مردوں کو مسلم قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا جائے، ان کی سرگرمیوں کو ان کے مراکز تک محدود کر دیا جائے تاکہ وہ عام مسلمانوں کو بہکا نہ سکیں اور مسلم حکومتیں

ان کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں اور حکومت میں ان کو کوئی عہدہ نہ دیں۔ (القادیانیۃ اقلیۃ غیر مسلمہ ص ۲۳، جلال الدین نوری)

مشن نے عالم اسلام کے مسلمانوں کے نام ایک اپیل میں کہا: "

فتنہ قادیانیت کے متعلق ورلڈ اسلامک مشن کا پیغام۔ مسلمانانِ عالم کے نام

ہم دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے دشمن کو پہچانیں جو خاموشی کے ساتھ ان کی صفوں میں اپنا کام کر رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو قادیانیوں اور احمدیوں کی گمراہ کن تعلیمات گمراہ کر دیں، جو اسلام کے نام پر دھوکہ دے رہے ہیں۔

قادیانی دین پاکستان کی قومی اسمبلی کی تاریخی قرارداد کی وجہ سے اگرچہ پاکستان میں اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکا اور اس کی سرگرمیاں پاکستان میں ٹھپ ہیں اور پوری دنیا میں ان کا دین ایک سیاہ مستقبل کا منتظر ہے، پھر بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اے مسلمانو! اپنے نبی کریم رؤف و رحیم کی یاد اپنے دلوں میں تازہ رکھو اور ان کا احترام و تعظیم بجالاتے رہو اور ان کی ہدایت اور حمایت و شفاعت کے طلبگار بنے رہو۔ اور اپنے دلوں میں محبتِ رسول علیہ السلام کے جذبہ کو پروان چڑھانے اور حقیقی رہبری کے لئے پاکستان اور بیرون کے علمائے اہل سنت سے رابطہ رکھو، ان کے لٹریچر پڑھو اور "ورلڈ اسلامک مشن" سے اپنے تعلقات مضبوط کرو۔ (ایضاً ص ۵۳)

برطانیہ میں عالمی قادیانی مرکز

قادیانیت، پاکستان میں پسپا ہونے اور پاکستانی قادیانی مرکز "ربوہ" ضلع چنیوٹ کی خصوصی حیثیت ختم ہونے کے بعد پاکستان سے فرار ہو کر اپنے آقا انگریزوں کی گود میں پناہ گزیں ہو گئی ہے، انگریزوں نے برطانیہ میں "سرے" کے مقام پر ایک وسیع علاقہ دے کر "اسلام آباد" کے نام سے قادیانی مرکز بنا دیا جہاں سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا اور خاص طور سے مغربی ممالک میں قادیانیت، اپنے سرپرست یہود و نصاریٰ کی پشت پناہی میں اپنا جال بچھا رہی ہے۔

قادیانیت یورپ اور امریکہ میں:-

اکثر قادیانیوں نے یورپ امریکہ اور افریقہ کے ان ملکوں میں پناہ لے رکھی ہے جہاں ملکی تحفظ اور مالی تعاون اور قادیانیت کی نشر و اشاعت کا کھلے عام موقع مل سکے، جو

مسلمان ترکی، مراکو، انڈونیشیا، سورینام اور برصغیر ہندوپاک سے آکر یورپ وامریکہ میں پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے ان میں سے اکثر مغربی تہذیب کی آندھیوں میں کھو کر اپنے دین کے تقاضوں سے بے خبر ہو چکے تھے، آپسی انتشار اور برتری کی ہوس نے انہیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔

دریں اثناء قادیانیوں نے ان ملکوں میں آکر اپنی ہزاروں منظم جماعتیں بنام "احمدیہ جماعت" اور سینکڑوں قادیانی مشن قائم کر لئے اور قادیانی بدمذہبیت کی جو بلا برصغیر پر منڈلا رہی تھی وہ یورپ وامریکہ میں آکر برسنے لگی اور صحیح اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ ہونے لگا اور یہاں کی نئی اسلامی پود جس کی نشو ونما غیر اسلامی معاشرہ میں ہوئی تھی، تذبذب کا شکار ہونے لگی اور اسلام و قادیانیت کا فرق سمجھنے سے قاصر نظر آنے لگی۔

اس کے علاوہ یورپ وامریکہ اور افریقہ کے غیر مسلم جنہیں مذاہب کے تقابلی مطالعہ کا شوق ہے، قادیانی کتابچوں کے مطالعہ نے اسلام سے بدظن کرنا شروع کر دیا اور وہ مسلمانوں کو تنگ نظر جھگڑالو، انتہاپسند اور نہ معلوم کیا کیا سمجھنے لگے ہیں۔ (قادیانی دھرم، تقدیم، ص ۱۱)

قادیانیت ٹی وی پر

علامہ قمر الزماں اعظمی مصباحی سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن لکھتے ہیں:

ادھر قادیانیوں نے پاکستان سے مایوس ہو کر اپنے حقیقی آقاؤں کی آغوش میں پناہ لینے کے لئے یورپ کا رخ کیا، جرمنی، فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور انگلینڈ میں اپنے مراکز قائم کئے، A.M.T.V. کے نام سے ایک پورا ٹی وی چینل قادیانیت کے فروغ کے لئے وقف کر دیا ہے، اس چینل سے ۲۴ گھنٹے قادیانیوں کی تبلیغ و تشہیر ہو رہی ہے۔

یہ صورت حال انتہائی خطرناک ہے، اب قادیانیت کا فتنہ مسلمانوں کے دروازے ہی پر دستک نہیں دے رہا ہے، بلکہ ٹی وی کے ذریعہ ان کے گھروں اور نشست گاہوں میں داخل ہو کر نئی نسل کے ایمان عقیدے کو غارت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ (پیش لفظ قادیانی دھرم ص ۶)

قادیانیوں نے ہمیشہ وقت کے تقاضوں کو سمجھ کو، پرنٹ میڈیا کا خوب استعمال کیا اور بیشمار لٹریچر شاندار کتابت وطباعت کے ساتھ مختلف ملکی زبانوں میں شائع کئے اور اب آج کی جدید سائنسی دنیا میں جو الیکٹرانک میڈیا کی حکمرانی کا دور ہے، اور اطلاعاتی ٹکنالوجی کی حیرت

انٹرنیٹ
ئیکنالوجی کی ترقی نے کمپیوٹر کے عالمی نظام ترسیل انٹرنیٹ کے ذریعہ ہر آدمی کے گھر میں پوری دنیا پہونچادی ہے۔ قادیانی اس سے فائدہ اٹھانے سے بھی غافل نہیں رہے اور پیش قدمی کر کے اسلام کے نام پر اپنا ویب سائٹ مخصوص کرالیا۔

ہمارے دوسرے فکری حریف وہابیوں نے بھی یہ کام کرلیا ہے، ان کا ویب سائٹ بھی انٹرنیٹ پر کام کررہا ہے، اور وہابیت کی تبلیغ کے ساتھ اہل سنت کو مکروہ شکل اور باطل فرقے کی صورت میں پیش کررہا ہے، مگر ہم ابھی تک غافل ہیں، میری اطلاع کے مطابق اب تک اہل سنت کا کوئی چینل اور ویب سائٹ نہیں ہے۔ یہ ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی ہے، اپنے سارے اختلاف بھلا کر اس طرف توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔

اگر ہم نے اس کا بھرپور نوٹس نہیں لیا تو ہماری نئی نسل جو ختم نبوت کے عقیدے سے شعوری اور فکری طور پر نابلد ہے قادیانیت کا شکار ہو جائے گی۔

اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ کم از کم یورپ وامریکہ میں مقیم علماء و مشائخ اور اہل ثروت مسلمانوں کی ایک میٹنگ بلا کر مالیات کا مسئلہ حل کیا جائے اور ورلڈ اسلامک مشن اپنی قیادت ورہنمائی میں یورپ وامریکہ کے ممالک کی تمام اسلامی تنظیموں اور تبلیغی مراکز سے رابطہ کر کے تعاون لے۔

۶/اگست ۲۰۰۰ء کو ہالینڈ کی سرزمین پر ہونے والی ورلڈ اسلامک مشن کی دوسری عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔

ورلڈ اسلامک مشن اور علمائے اہل سنت کی جدوجہد کے نتیجے میں یورپ کے اندر بہت سی اسلامی تنظیمیں قادیانیت کے استیصال کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ مختلف ملکوں میں وقتاً فوقتاً ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں، اور کتابیں و کتابچے شائع ہوتے رہتے ہیں۔

تاجدار نبوت کانفرنس برمنگھم

۱۴/جولائی ۱۹۹۶ء میں برمنگھم میں منعقدہ ''تاجدار ختم نبوت کانفرنس'' میں جس کا انعقاد ''مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ'' نے کیا تھا۔ علامہ نورانی نے گھن گرج کے ساتھ قادیانیوں کو للکارا۔

پھر جرمنی میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ہونے والی ''ختم نبوت کانفرنس'' کی صدارت کی اور وہاں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کی سرکوبی کے لئے لائحۂ عمل

مرتب کیا۔

۲۲ر اگست ۱۹۹۶ء سے ۱۰ ستمبر ۱۹۹۶ء تک علامہ نورانی نے کینیڈا کے تبلیغی دورہ کے دوران وانکوور، اوٹاوا اور مانٹریال میں ختم نبوت کے عنوان پر ہونے والی تاریخی کانفرنسوں سے خطاب کیا۔

• اسی طرح ہالینڈ جو ایک زمانے میں سر ظفر اللہ خان کے سیاسی اثرات کے باعث قادیانیت کا ایک اہم ترین مرکز بن چکا تھا وہاں حضرت قائد اہل سنت مدظلہ کی مسلسل تبلیغی و دینی کاوشوں سے اب قادیانیت تقریباً دم توڑ چکی ہے اور ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے زیر اہتمام وہاں مختلف مساجد اور دینی اداروں سے قادیانیت کی سرکوبی کے لئے مسلسل کام ہو رہا ہے۔ قائد اہل سنت مدظلہ کی سرپرستی میں ورلڈ اسلامک مشن (ٹرسٹ) پاکستان کے زیر اہتمام انگریزی میں "LAST BLOW TO QADIANIAT" اور عربی میں "القادیانیة اقلیة غیر مسلمة" کے نام سے دو کتابیں متعدد بار لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر پوری دنیا میں بلاقیمت تقسیم کی جا چکی ہیں۔ ان دونوں کتابوں کے ہزاروں نسخے حال ہی میں سنٹرل ایشیا کی مسلم مملکتوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

اسی طرح امریکہ اور افریقہ میں یہ کتابیں فری تقسیم کی جا رہی ہیں البانیہ، بوسینیا اور یوگوسلاویہ کی مسلم ریاست کوسوا میں بھی یہ کتابیں بڑی تعداد میں بھیجی گئی ہیں۔

پہلی ختم نبوت کانفرنس ۹۹. ہالینڈ

۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۹ء کو ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے زیر اہتمام جامعہ مدینۃ الاسلام دی ہیگ میں شاندار ختم نبوت کانفرنس ہوئی، جس کی صدارت و قیادت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ اور نظامت حضرت مولانا شفیق الرحمن عزیزی مصباحی رکن و ناظم نشریات ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ نے کی، جس میں برصغیر ہندوپاک کے علاوہ برطانیہ، جرمنی، بلجیم، فن لینڈ وغیرہ ممالک کے علماء و مشائخ نے شرکت کی۔

تجاویز منظور شدہ ختم نبوت کانفرنس ۱۹۹۹ء

۱) ورلڈ اسلامک مشن نیدرلینڈز اور مجلس علماء نیدرلینڈ کے زیر اہتمام ختم نبوت کا یہ نمائندہ اجتماع مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدام کریں اور قادیانی فتنے کے سدباب کے لئے تمام مساعی کو بروئے کار

لائیں۔ خصوصی طور پر اپنے اعزہ اہل و عیال اور اقارب کو محفوظ کرنے کے لئے کوشش کریں۔

۲) عقیدہ ختم نبوت کو مسلمان بچوں کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لئے مساجد و اسلامی مکاتب میں ختم نبوت سے متعلق مضامین کی باضابطہ تدریس کی جائے۔

۳) ورلڈ اسلامک مشن نیدر لینڈ اور مجلس علماء نیدر لینڈ کا یہ نمائندہ اجتماع علماء اور ائمہ یورپ کے نام نیز مساجد کے منتظمین اور مسلم تنظیموں کے ارباب حل و عقد سے اپیل کرتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور متحد و منظم ہو کر ان کے حملوں کا جو کہ وہ انبیاء کرام اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تنقیص کر رہے ہیں دفاع کریں۔

۴) ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایسے لٹریچر مختلف یورپین زبانوں میں تیار کئے جائیں جو قادیانیوں کے عقائد باطلہ اور ان کی تحریک کے اسلام دشمن پہلوؤں کو اجاگر کر سکیں نیز میڈیا الیکٹرانک میڈیا اور دیگر نشریاتی ذرائع کو استعمال کر کے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی جائے۔

۵) ختم نبوت کانفرنس کا یہ نمائندہ اجتماع یورپی ممالک بالخصوص ہالینڈ کی حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ سیاسی پناہ یا انسانی حقوق کی پائمالی کی بنیاد پر یہاں آنیوالے قادیانیوں کو رہائشی حقوق دیتے وقت ان کے معاملات کی اچھی طرح چھان بین کرے اس لئے کہ ہماری معلومات کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' کی حیثیت سے تمام دستوری حقوق حاصل ہیں اور ان کے جان و مال کو عام حالات میں کوئی خطرہ نہیں۔ اور ہم حکومت پاکستان سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ مغربی ممالک کو مطمئن کریں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

۶) اہل اسلام پر یہ بات روشن ہے کہ فتنے کا آغاز قادیانی تحریک کے ذریعہ ہوا ہے مسلمان تو صرف اپنے مذہب اور حقوق کا دفاع کر رہے ہیں۔ یورپین ملکوں کے ارباب اقتدار کو قادیانی فتنے کی صحیح تصور پیش کی جائے۔ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علی نبینا وعلیہا السلام کی حیات و شخصیت کے بارے میں قادیانیوں کے مکروہ و گھناؤنے نظریات کو بے نقاب کیا جائے۔

۷) یہ نمائندہ اجتماع مسلمانان یورپ سے عموماً اور مسلمانان نیدر لینڈ سے خصوصاً مطالبہ کرتا

ہے کہ وہ ورلڈ اسلامک مشن کو مضبوط و مستحکم کریں اور ہر ممکن تعاون کریں تاکہ یورپ میں اسلام کو صحیح صورت میں پیش کیا جاسکے اور باطل فتنوں کا مکمل انسداد کیا جاسکے۔

دوسری ختم نبوت کانفرنس ۲۰۰۰ء ہالینڈ:-

ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کی پچیس سالہ ملی خدمات کی تکمیل اور تحریک ختم نبوت کے سو سال پورے ہونے پر "سلور جوبلی" اور "ڈائمنڈ جوبلی" کے موقع پر جامعہ مدینۃ الاسلام دی ہیگ ہالینڈ میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام دوسری شاندار اور عظیم الشان "ختم نبوت کانفرنس" ۶/اگست ۲۰۰۰ء کو منعقد ہو رہی ہے، جس کے دعوت نامے اور اشتہارات جاری کیے جارہے ہیں۔

اس کانفرنس کی صدارت فاتح قادیانیت، امام انقلاب، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی سربراہ ورلڈ اسلامک مشن فرمائیں گے، اور دنیا بھر کے علماء شریک ہوں گے۔

اس موقع پر فتنۂ قادیانیت اور تحریک ختم نبوت کے غازیوں اور مجاہدوں بالخصوص ورلڈ اسلامک مشن کی خدمات کے تعارف کے لئے اس رسالے کی ترتیب واشاعت عمل میں آرہی ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت

میں نمایاں خدمات انجام دینے والی کچھ تنظیمیں

۱) جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف انڈیا

۲) مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

۳) جمعیۃ علمائے پاکستان

۴) جماعت اہل سنت پاکستان و برطانیہ

۵) ورلڈ اسلامک مشن لندن و پاکستان

۶) انجمن خدام الصوفیہ

۷) مہریہ اکیڈمی ناروے

آل ہند جماعت رضائے مصطفی کی خدمات :-

یہ جماعت ۱۹۲۰ء میں اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی (متوفی ۱۹۲۱ء) نے اپنی زندگی کے آخری حصے میں قائم فرمائی، رد قادیانیت میں اس کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ خاص رد قادیانیت کے سلسلے میں اس نے ایک ماہنامہ جاری کیا جو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کی ادارت میں شائع ہوتا رہا، جس کا پہلا شمارہ قہر الدیان کے نام سے مطبوعہ شکل میں عام طور سے دستیاب ہے، یہ پہلا شمارہ خالص اعلیٰ حضرت کی تحریروں پر مشتمل ہے۔

(تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ ص ۹۹، شہاب الدین رضوی)

جماعت کا وفد شدھی تحریک کے انسداد کی مہم پر جب دورہ کرتا ہوا ضلع متھرا پہونچا تو اسے شدھی تحریک کے علاوہ ایک نئے فتنے کا سامنا بھی ہوا، اس علاقے میں قادیانی پہنچ گئے تھے اور مسلمانوں کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پیش کررہے تھے اور مرزا کو نبی منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا تھا، لہٰذا جماعت رضائے مصطفیٰ نے مزاحمت کی، مگر جماعت احمدیہ نے مسلم راجپوتوں کو راغب کرنے کے لئے وہی طریقہ اپنایا جو آریائی اختیار کرتے تھے، یعنی جوان کی بات مانتا اسے روپیہ پیسہ دیتے۔

وفد کی جاں کاہ محنت کے ذریعہ قادیانیوں پر کنٹرول پایا جا سکا اور آخر کار قادیانیوں کو ذلت و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا

(دبدبہ سکندری رامپور ص ۱۳/ ۳۰ / اپریل ۱۹۲۳ء بحوالہ تاریخ رضائے مصطفیٰ ص ۲۵۶، ۲۵۷)

جماعت کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ حتی الوسع مخالفین اسلام کے حملوں کا تقریر و تحریر کے ذریعہ دفاع کیا جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ہر قسم کی بدعقیدگی سے بچایا جائے اس لئے بانی جماعت کی تحریر کردہ کتابیں جو قادیانیت کی رد میں تھیں اس جماعت نے شائع کیں اور دیگر کتب بھی جن میں قادیانیت کے متعلق مباحث تھے، مولانا حامد رضا خان بریلوی کا رسالہ الصارم الربانی متعلقہ قادیانیت بھی اسی جماعت نے اولاً شائع کیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت

کی کچھ اور شخصیات کی خدمات

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی کی خدمات :-

آپ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ علامہ شاہ احمد نورانی کے والد ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خلیفہ ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی چلے گئے پھر مدینہ منورہ میں ۱۹۵۴ء میں انتقال فرمایا، آپ اعلیٰحضرت کے خلفاء میں امتیازی اوصاف کے حامل تھے۔ آپ کئی زبانوں کے ماہر تھے۔ آپ نے عالمی پیمانے پر مجاہدہ تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا، یورپ، امریکہ، افریقہ، اسٹریلیا اور ایشیاء کے سینکڑوں ملکوں میں گھوم گھوم کر اسلام کی تبلیغ کی۔

اسی کے ضمن میں قادیانیت کے خلاف جہاد بھی کیا آپ کی تبلیغ سے جہاں ستر ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور بہت سے بد عمل اور بد عقیدہ لوگ راہ راست پر آئے وہیں بے شمار قادیانی آپ کی تبلیغ کے اثر سے قادیانیت سے تائب ہوئے۔ آپ نے تحریر و تقریر دونوں ذریعوں سے قادیانیت کی بیخ کنی کی اور اس فتنے سے دنیا کو آزاد کیا۔

حضرت مبلغ اسلام نے اپنے عالمی دوروں میں خصوصاً افریقی ممالک اور انڈونیشیا و ملیشیا کے تبلیغی دوروں میں قادیانیت کے خلاف جہاد کیا عقیدۂ ختم نبوت کی بین الاقوامی سطح پر ترجمانی کا اولین سہرا آپ ہی کے سر ہے، فتنۂ قادیانیت سے عالم اسلام کو آگاہ کرنے کے لئے آپ نے انگریزی میں "THE MIRROR" عربی میں المرأة اور اردو اور انڈونیشیا کی زبان میں "مرزائی حقیقت کا اظہار" نامی کتابیں لکھیں، اور لاتعداد نسخے دنیا بھر میں تقسیم کرنے کا انتظام بھی فرمایا۔ یہ کتاب درحقیقت ماریشش کے مرزائی مبلغ حافظ جمال احمد کے اشتہار "حقیقت کا اظہار" کا رد بلیغ ہے جس کو مرزائی مبلغ نے اس وقت شائع کیا جب مولف کتاب حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی ماریشس کے تبلیغی دورے سے واپس ہو رہے تھے ار روزہل (ماریشس) کے مسلمانوں کے درمیان آخری وعظ قادیانیت کی رد میں فرمایا تھا۔

سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں کا ذکر ہے جو سوادِ اعظم کے متوارث اسلامی عقائد کے خلاف ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ حدیث میں مروی لفظ سواد اعظم سے مراد اہل سنت وجماعت ہیں اور قادیانیت سوادِ اعظم سے الگ ایک باطل فرقہ ہے پھر خاتم النبیین کا صحیح مفہوم بتایا ہے جو قرآن وحدیث اور تصریحاتِ علماء کے مطابق ہے اور وہ مفہوم یہ ہے کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں، اخیر میں خدائی سرخی کی چھینٹیں" کے عنوان سے شان الوہیت میں مرزا کی گستاخیوں کا ذکر کیا ہے مزید کچھ اور بحثیں بھی ہیں۔

۱۹۲۶ء میں انڈونیشیا کی سب سے بڑی اسلامی تنظیم جمعیت محمدیہ کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کے حملوں کا جواب دیا۔ (حیات علیم رضا ص ۲۲)

اسی کے لگ بھگ ملایا میں اسلام پر قادیانی حملے کے اثر کو ختم کیا اور عربی، اردو اور انگریزی میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا، جس میں مسلمانوں کی مذہبی زندگی کو قادیانیت کے جراثیم سے محفوظ کر دیا اور وہ اثر ہوا کہ یہاں مرزائیوں کا داخلہ بند ہو گیا۔

۱۹۲۸ء میں ماریشس پہونچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے مسلمان قادیانیوں کے پنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں، چنانچہ آپ نے جلسوں میں بر سرِ عام مرزا غلام قادیانی کے جھوٹے دعویٰ عبدیت، مسیح موعود اور نبوت کا رد کیا۔ مرزائیوں کے عقائد کا رد کیا۔ مرزائیت کے خلاف آپ کے اس لسانی جہاد کا جہاں یہ اثر ہوا کہ بے شمار مسلمانوں کو مرزا قادیانی اور قادیانیوں کے عقائد کا علم ہوا وہاں بے شمار قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر دی اور اسلام قبول کیا۔ ماریشس میں پہلی بار مرزائیت کو حق کے مقابلے میں شکست و ناکامی سے دوچار ہونا پڑا اور اس کے بعد اس ملک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ختم ہو گئے۔ (حیات علیم رضا ص ۲۵/۲۶)

سرینام (جنوبی امریکہ) مرزائیوں کا مرکز تھا جہاں غالباً ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلے تبلیغ دین کے لئے حضرت مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے جنہوں نے ایک بڑی تعداد کو مرزائیت کے فریب سے نجات دلائی اور اہل سنت و جماعت کا مرکز قائم کیا۔ (تعارف علماء اہلسنت، ص ۳۷، ۳۸)

حضرت مبلغ اسلام ۱۹۲۸ء میں پورٹ لوئس (ماریشس) کے میئر عبد الرزاق صاحب کی دعوت پر جو ماریشس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کے دجل و فریب نے بری طرح متاثر کر دیا ہے۔ آپ نے فوری طور پر مرزا قادیانی کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے مسلمانوں کو اس جھوٹے نبی کی کفریہ باتوں سے آگاہ کیا اور آپ نے اپنی مساعی سے قادیانیت کی کمر توڑ دی۔ تاہم ایک چھوٹا سا گروہ پروفیسر زین العابدین نامی شخص کے تحت قادیانیت پر قائم رہا لیکن جب حضرت مبلغ اسلام نے ۱۹۳۰ء میں ماریشس کا دوبارہ دورہ فرمایا تو پروفیسر موصوف نے حضرت سے کئی مباحثے کئے اور بالآخر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کی اور آپ کے ہاتھوں پر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس طرح ماریشش میں مرزائیت اور قادیانیت کا مکمل خاتمہ ہو گیا۔

۱۹۳۱ء میں جب علامہ عبدالعلیم صدیقی سنگاپور کے دورہ پر تشریف لے گئے تو وہاں تقریباً ایک ماہ قیام کے دوران آپ نے مسلسل رد قادیانیت میں تقاریر فرمائیں اور بہت سے قادیانیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔

اسی طرح سری لنکا، ہانگ کانگ، فلپائن، مشرقی افریقہ، جنوبی افریقہ، برٹش گیانا، ڈچ گیانا، مڈغاسکر، امریکہ کینیڈا ٹرینی ڈاڈ کے تبلیغی دوروں کے درمیان آپ نے فتنۂ قادیانیت کے خلاف زبردست تقاریر کیں اور ''عقیدۂ ختم نبوت'' کے مسئلہ پر بہت سے مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا اور آپ کی فاضلانہ و علمی کاوشوں سے ہزاروں قادیانیوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

صدرالشریعہ کی خدمات :-

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب بہار شریعت کے حصہ اول میں جہاں بہت سارے باطل فرقوں کے عقائد و نظریات اور اللہ کی شان الوہیت و رسالت میں ان کی گستاخ آمیز تحریروں کا رد کیا ہے وہیں فرقہ قادیانیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا تذکرہ بھی بڑی تفصیل سے ہے۔ نیز اس کے عقائد و نظریات کی بیخ کنی کی ہے اور اس پر بس نہیں کیا بلکہ فتاویٰ امجدیہ میں بھی مختلف مقامات پر قادیانیوں کی صراحۃً تکفیر بھی کی ہے چنانچہ ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں

''حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل نے خاتم النبیین اور آخرالانبیاء کہا حضور کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا بکثرت احادیث اس پر ناطق اور خود قرآن عظیم کی نص قطعی ولکن رسول الله وخاتم النبيين اس مدعا پر شاہد جو شخص حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کا قائل ہو یا اسے جائز مانے، قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے اگر وہ شخص قادیانی تھا تو کافر تھا۔ فتاویٰ امجدیہ ج ۲، ص ۴۷

مولانا سید حسین الدین شاہ ضیاء کی خدمات :-

علامہ ابوالخیر سید حسین الدین شاہ ضیاء ۱۹۳۳ء میں موضع سلطانپور ضلع اٹک (علاقہ حسن ابدال) کے ایک علمی اور روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ جمعیتِ علماء پاکستان کے مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر رہ چکے ہیں اور مرکزی جماعت اہلسنت کے نائب ناظم اول بھی ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جبکہ آپ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مختلف مقامات پر

تحریک کے حق میں تقاریر کیں اور بھیرہ ضلع سرگودھا سے گرفتاریاں پیش کرنے والے قافلے کے امیر مقرر ہوئے، سرگودھا سے آپ نے گرفتاری پیش کی اور تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ کی خاطر تین ماہ شاہ پور جیل میں پابند سلاسل رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کے رکن رہے۔ پالیسی ساز اجلاسوں اور مختلف علاقوں کے جلسوں میں شرکت اور تنظیم سازی کے علاوہ آپ نے اپنے زیر اہتمام مرکزی رہنماؤں کے جلسے کرائے اور مختلف کتب خانوں سے مرزائیوں کی کتابیں مہیا کر کے! سمبلی میں پیش کرنے کے لئے قائدین کو مواد مہیا کیا۔ اس تحریک میں آپ نے ملک بھر کے مشائخ کو بلا کر اپنے دارالعلوم میں مشائخ کانفرنس منعقد کی اور مرزائیوں سے سماجی بائیکاٹ کی تائید کر کے تحریک کو تازہ کمک پہونچائی۔

(تعارف علماء اہل سنت ص ۹۴و ۹۶،۹۷)

علامہ عبدالحق غورغشتوی کا ایک مرزائی سے مناظرہ:-

حضرت مولانا عبدالحق غورغشتوی صاحب، جہاڑ علاقہ تربیلہ میں مولانا محمد جان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، تو مولانا محمد جان نے بتایا کہ یہاں عبدالجبار مرزائی ساکن گندف سیداں ہزارہ ڈویژن نے مجھے ایک خط میں لکھا ہے کہ یا تو مرزائیوں کو کافر کہنا چھوڑ دو یا پھر ہم سے مناظرہ کرو اور مشورہ طلب کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ اس علاقے کے مفتی ہیں، اگر آپ خاموش رہے تو عوام سمجھیں گے کہ مولوی عبدالجبار حق پر ہے، چنانچہ انہوں نے مولانا صاحب کو ساتھ لیا اور بمقام گندف پہونچ گئے۔ عوام کو پتہ چلا تو گردو نواح کے لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا۔

مولوی عبدالجبار اور اس کے حواری بار بار بلانے کے باوجود میدان مناظرہ میں نہ نکلے اور بالآخر اصرار شدید کے بعد شام چار بجے کے قریب اپنے حواریوں سمیت آپہونچے۔ علماء نے متفقہ طور پر اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا غورغشتوی کو مناظر منتخب کیا۔ مختلف سوالات جوابات کے تبادلے کے بعد جب مولوی عبدالجبار کا بس نہ چلا اور علم کے اس کوہ گراں کے سامنے نہ ٹھہر سکا تو اپنی ندامت چھپانے کے لئے پشتو زبان میں اپنے ساتھی سے کہنے لگا "خو دیر زورور ملادے" (بھئی یہ مولوی تو کوئی آفت ہے) میاں عبدالحق نے فرمایا کہ مرزائی گمراہیاں آپ کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ آپ کی مرضی ہے کہ اب راہ حق قبول کریں یا نہ۔

مولوی عبدالجبار مبہوت ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور یوں مولانا عبدالحق غور غشتوی کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کے سوال پر فرمایا کہ جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے۔ اس کی غمی اور شادی میں شرکت نہ کی جائے۔

(تعارف علماء اہل سنت ص ۱۳۴ و ۱۳۵)

مفتی عبدالقیوم ہزاروی لاہور

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ۱۳۵۲ھ / دسمبر ۱۹۳۳ء میں بمقام میراہ علاقہ اہر ناول، مانسہرہ (ہزارہ) پیدا ہوئے۔ آپ کو جمعیت علماء پاکستان لاہور کا صدر اور مرکزی ناظم نشر و اشاعت مقرر کیا گیا۔

تحریک ختم نبوت میں آپ کی ہدایت کے مطابق جامعہ کے طلبہ، مدرسین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتی کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

قومی اسمبلی میں حوالہ جات کے لئے کتب کی ضرورت میں آپ نے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کی حتی الامکان معاونت کی۔ مرزائیوں کے شرعی بائیکاٹ کیبارے میں ایک مدلل فتویٰ جاری کیا جسے انجمن طلبہ اسلام نے شائع کیا۔

(تعارف علماء اہل سنت ص ۱۸۳ و ۱۸۸، ۱۸۹)

مولانا حافظ عبدالغفور، راول پنڈی

حضرت حافظ عبدالغفور بن حافظ فضل حق بمقام گڑھی کیمبلپور، ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں اعوان خاندان کے ایک علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تحریک ختم نبوت میں حضرت پیر طریقت خواجہ غلام محی الدین المعروف بابو جی (۱۳۹۴ھ / ۲۲ رجون ۱۹۷۴ء) رحمہ اللہ نے تین سو تیرہ افراد پر مشتمل ایک قافلہ مختلف شہروں میں ختم نبوت کے حق میں مظاہروں کے لئے مرتب فرمایا۔ اس کے سالار آپ (مولانا عبدالغفور صاحب) اور محمد شفیع صاحب (حضرو) مقرر فرمائے گئے۔ اس قافلے نے کیمبلپور کے چیدہ چیدہ شہروں میں شاندار مظاہرہ کیا۔

علاوہ ازیں آپ جمعیت علماء پاکستان کے منشور کے مطابق مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں۔

(تعارف علماء اہل سنت ص ۱۷۹)

مولانا محمد کرم الدین دبیر کی خدمات

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر ۱۸۵۷ء سے چار پانچ سال پہلے بھیں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر کو قدرت نے بے پناہ مناظرانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا چنانچہ انہوں نے تمام عمر مذاہب باطلہ (مرزائیہ، شیعہ، وہابیہ) کی تردید اور ان سے مناظرے کرنے میں صرف فرمائی۔ آپ کے مخلص دوست مولانا فقیر محمد جہلمی (مؤلف حدائق الحنفیہ) جہلم سے ہفت روزہ سراج الاخبار نکالتے تھے۔ انہوں نے مولانا کرم الدین کو اس رسالے کا مدیر مقرر کر دیا۔ آپ نے مرزائیوں کے خلاف زوردار مضامین لکھے دنیائے مرزائیت میں تہلکہ مچ گیا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا تو آپ کے خلاف یکے بعد دیگرے کئی مقدمات دائر کر دیئے۔ پہلا مقدمہ ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء کو اور دوسرا ۲۹ر جون ۱۹۰۳ء کو حکیم فضل دین بھیروی قادیانی کی طرف سے گورداس پور میں دائر کیا، دونوں میں مولانا باعزت طور پر بری کر دیئے گئے۔ تیسرا مقدمہ شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کی طرف سے مولانا کرم الدین دبیر اور مولانا فقیر محمد جہلمی پر قائم کیا گیا جس میں مدعا علیہا پر ۵۴ روپے جرمانہ ہوا جو ادا کر دیا گیا۔

۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزائیوں کی طرف سے ایک کتاب "مواہب الرحمٰن" جہلم میں تقسیم کی گئی جس میں مولانا کے خلاف جی بھر کر زہر اگلا گیا تھا، مولانا کرم الدین دبیر نے مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا، یہ مقدمہ دو سال تک چلتا رہا۔ ۸ر اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گورداس پور کے جج نے مرزا غلام احمد قادیانی پر پانچ سو روپے اور حکیم فضل دین پر دو سو روپے جرمانہ کا حکم دیا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں بالترتیب چھ ماہ اور پانچ ماہ قید کا حکم سنایا، اس مقدمہ میں مولانا کرم الدین کے بے باکانہ بیانات نے مرزائیوں کے کس بل نکال دیئے اور فیصلے نے تو ان کے گھروں میں صف ماتم بچھا دی اس کے علاوہ مولوی اللہ دتہ اور دیگر مرزائی مناظرین کے ساتھ کامیاب مناظرے کئے اور انہیں شکست فاش سے دوچار کر دیا۔

"تازیانہ عبرت" ان مقدمات کی تفصیل ہے جو مولانا نے جہلم اور گورداس پور میں مرزائے قادیانی کے خلاف لڑے۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۳)

پیر کرم ازھری :-

تفسیر ضیاء القرآن اور سیرت کی کتاب ضیاء النبی کے مصنف علامہ پیر کرم ازہری متوفی ۷راپریل ۱۹۹۸ء نے بھی تحریک تحفظ ختم نبوت میں تقریر و تحریر کے ذریعہ بھرپور حصہ لیا اور قادیانیت کا رد بلیغ فرمایا، اپنی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کا دسمبر ۱۹۷۴ء میں شاندار ختم نبوت نمبر شائع کیا۔

اپنی مشہور تفسیر قرآن ضیاء القرآن میں آیت کریمہ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے تحت مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت و رسالت کا رد کرتے ہوئے تحریر فرمایا

"رہا آخری سوال کہ جس شخص کا نام غلام احمد ہو وہ اس آیت کا مصداق بن سکتا ہے اور اسے بھی قرار دیا جا سکتا ہے اس کے بارے میں اتنا ہی سمجھ لیں کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ ہو وہ اپنے نام سے عبد حذف کر کے اللہ نہیں کہلا سکتا تو اسی طرح غلام احمد نامی شخص غلام کا لفظ کاٹ کر اپنے آپ کو احمد کہلائے گا تو اس سے بڑھ کر قرآن کی کوئی تحریف نہیں ہو سکتی۔ (ضیاء القرآن ج ۵ ص ۲۲۲)

علامہ عبدالمصطفیٰ ازھری :-

آپ صدرالشریعہ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۱۸ء میں بریلی شریف بھارت میں پیدا ہوئے، آپ کا اصلی وطن قصبہ گھوسی ضلع مئو ہے۔ آپ نے ازہر میں تعلیم پائی۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان میں مقیم ہوئے۔

آپ جمعیت علمائے پاکستان صوبہ سندھ کے صدر اور قومی اسمبلی میں جمعیت کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے علامہ شاہ احمد نورانی کے دستِ راست رہے۔ آئین کی تدوین کے وقت ۱۹۷۰ء میں جب آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ آیا تو علامہ نورانی کی تحریک کے جواب میں حکومتی ممبر اسمبلی کوثر نیازی نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں، تو علامہ ازہری نے متفقہ تعریف مرتب کی جو ہر مکتبِ فکر کے اراکین اسمبلی کے دستخطوں سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔

(تعارف علمائے اہل سنت ص ۲۰۶، ۲۰۸)

علامہ سید محمود احمد رضوی کی خدمات

آپ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے، مفتی اعظم پاکستان علامہ

ابوالبرکات سید احمد قادری کے صاحبزادے ہیں، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قیادت فرمانے والے علامہ ابوالحسنات قادری آپ کے چچا ہیں، علامہ رضوی نے، حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی کے تعاون سے اپنی ذاتی مشین پر پمفلٹ چھاپ کر فوج اور پولس کے نوجوانوں کو تحریک کی افادیت واہمیت سے آگاہ کیا۔ آپ جمعیۃ علمائے پاکستان کے مرکزی ناظم بھی رہ چکے ہیں۔

تحریک ختم نبوت کو بامقصد بنانے کے لئے جب مئی ۱۹۷۴ء میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل نو ہوئی تو آپ جنرل سکریٹری بنائے گئے اور سرگرمی دکھائی، تحریک کی کامیابی پر ۲۸؍اکتوبر ۷۴ء کو ایک بیان میں کہا کہ تحریک ختم نبوت کی کامیابی پاکستان میں سوشلزم اور کمیونزم کی شکست ہے۔

مولانا محمد اکرام الدین بخاری کی خدمات:۔

آپ اپنے خطبات میں اصلاح عقائد اور بدمذہبوں سے اجتناب پر بہت زور دیتے تھے، چنانچہ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

کوئی مرزائی، وہابی کوئی چکڑالوی لیکن خدا کا شکر مومن اک فقط سنت جماعت ہے

ان کے دور میں مرزائے قادیانی کے دعاوی کا بہت زور شور سے پروپیگنڈہ کیا جارہا تھا، علماء اسلام کی ہمنوائی میں مولانا نے عقائد اہل سنت کے تحفظ اور مرزا جی کے بلند بانگ دعاوی کے رد میں بڑی سرگرمی دکھائی اور بذریعہ تحریر و تقریر اسی فریضہ کو باحسن وجوہ نبھایا، چنانچہ اپنی تالیف فیض جاری ملقب بہ ہدیۃ البخاری کے ایک خطبہ (جس میں مسئلہ ختم نبوت کا مدلل طور پر بیان فرمایا) سے پہلے فرماتے ہیں۔

"آجکل خطۂ پنجاب وغیرہ میں دعوئی نبوت و مہدویت کا بہت چرچا ہو گیا ہے۔ چنانچہ مریدان مرزا قادیانی کہ بڑے دعوے سے مرزا کو وحی کا آنا و عیسیٰ موعود ہونے کو ثابت کرنے میں سرگرم ہیں، اگرچہ تمہید علامہ امام ابوالشکور سالمی میں صاف وارد ہے کہ

ومن یری الوحی والنبوة لاحد بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم غیر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فانہ یصیر کافراً

"جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی کے لئے وحی اور نبوت کا اعتقاد کرے، وہ کافر ہے۔"

(تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۷)

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی کی خدمات:-

مولانا ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ جمعیۃ العلماء پاکستان کے قیام اور استحکام کے لئے ابتدا ہی سے آپ نے اپنی کوششیں وقف کر رکھی تھیں، حضرت علامہ ابوالحسنات قادری کے وصال کے بعد جمعیۃ کے مرکزی صدر نے اور اپنی شبانہ روز محنت سے جمعیۃ کو چار چاند لگادئے، مولانا ان علماء میں شامل تھے جنہوں نے ۲۲ نکات پر مشتمل دستوری خاکہ مرتب کیا تھا، ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں آپ نے کھل کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ص ۲۰۲،۲۰۶)

مفتی عبدالحفیظ حقانی کی خدمات:-

آپ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں انجمن تبلیغ الاحناف کی دعوت پر امرتسر تشریف لے گئے اور مسجد سکندر خاں، ہال بازار میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، اس علاقہ میں مرزائیوں کی سرگرمیاں عروج پر تھیں، مفتی صاحب نے ان کے رد میں ایک جامع کتاب ''السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ'' تحریر فرمائی۔ دوسرا رسالہ الحسنیٰ والمزید لمحب التقلید لکھا جس میں تقلید شخصی کے وجوب پر بہترین انداز میں گفتگو فرمائی۔

آپ نے ''مرزائیت پر تبصرہ کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں خاتم النبیین کا صحیح مفہوم بیان کیا، یہ کتاب مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔ (تذکرہ اکابر علماء پاکستان ص ۲۱۰،۲۱۲)

مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کی خدمات

آپ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء بروز جمعہ ہری پور کے قریبی گاؤں چھبہ پنڈ میں پیدا ہوئے۔ زمانۂ تعلیم میں آپ حضرت شیخ الاسلام خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور پوری زندگی عرس کی محفل خاص میں خطاب فرماتے رہے۔ آپ نے ہر دینی اور ملی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور پاکستان ایسی نظریاتی اسلامی مملکت کے حق میں پرزور تقریر کی، تحریک پاکستان، ختم نبوت اور تحریک جمہوریت میں آپ کی مساعی ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۶۸ء

میں آپ جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور نہایت سرگرمی سے کام کرتے رہے۔
(تذکرہ اکابر علماء پاکستان ص ۲۴۹،۲۵۰)

مولانا غلام قادر بھیروی کی خدمات :-

مولانا ۱۲۶۵ھ /۱۸۴۹ء میں بھیرہ، ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ لاہور کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے عیسائیوں اور مرزائیوں کے علاوہ دیوبندی، وہابی، نیچری، اور شیعہ علماء نے سازشوں کے جال بچھانے شروع کئے تو مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ نے تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرہ کے ذریعہ سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ علمی دبدبے اور طبیعت کے جلال کے سبب کسی کو سامنے آنے کی جرأت کم ہی ہوتی تھی۔

مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ کی مسجد میں کوئی بدمذہب بغرض فساد داخل ہو جاتا تو اسے دھکے دے کر باہر نکلوا دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماء اہلسنت اس تصلب کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج دین کا حلیہ بگڑ چکا ہوتا، پنجاب کے علماء میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتویٰ دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جبکہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔
(تذکرہ اکابر علماء پاکستان ص ۳۲۶،۳۲۷،۳۲۸)

علامہ محمد حسن فیضی کی خدمات

آپ کا یہ علمی کارنامہ ناقابل فراموش ہے کہ آپ نے اعجاز و نبوت کے مدعی، تفسیر قرآن اور عربی نویسی میں ''انا ولا غیری'' (ہمچو ما دیگرے نیست) کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو وہ شکست فاش دی کہ مرزا صاحب تازیست علامہ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کرسکے۔ ہوا یوں کہ مرزا صاحب کے بلند بانگ دعاوی اور الہامات کے پرزور اعلانات سن کر علامہ فیضی ۱۳ر فروری ۱۸۹۹ء کو مسجد حکیم حسام الدین (سیالکوٹ) میں بنفس نفیس تشریف لے گئے اور اپنا ایک بے نقط عربی قصیدہ (بلا ترجمہ) مرزا صاحب کو دکھایا، جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کے الہام کی تصدیق کے لئے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین کو سنا دیں۔ اس قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لمالك ملكه حمد،سلام علی مرسوله علم الكمال
حموۃٍ احمدٍ و محمدٍ و طهور مع اولاء وآل
اما مملوك احمد اهل علم والهام وحلال السوال

مرزا صاحب کو کافی دیکھنے کے بعد جب کچھ بھی پتہ نہ چلا تو اپنے ایک فاضل حواری کو دیا مگر اس کے پلے بھی کچھ نہ پڑا، مقابلہ و معارضہ تو کجا نہیں مطلب بھی سمجھ میں نہ آیا نہ ہی قصیدے کو صحیح طریقے سے پڑھ سکے، آخر یہ کہہ کر قصیدہ واپس کر دیا کہ ہمیں تو اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا، آپ ترجمہ کر دیں۔

علامہ فیضی نے ۹ر مئی ۱۸۹۹ء کو ''سراج الاخبار'' میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں تمام واقعہ درج کر دیا اور آخر میں کھلے لفظوں میں مرزا صاحب کو چیلنج کیا:

''اخیر پر میں مرزا صاحب کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقائد میں سچے ہوں تو آئیں، صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں میں حاضر ہوں تحریری کریں یا تقریری، اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں، عربی ہو یا فارسی یا اردو، آئے سنئے اور سنایئے''

مگر مرزا صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور اس طرح چپ سادھی کہ کروٹ نہ بدلی، بعد ازاں پھر مرزا صاحب کو ایک مکتوب ارسال کیا جو ۱۳ر اگست ۱۹۰۰ء کو ''سراج الاخبار'' میں شائع ہوا، اس میں پھر آپ نے مرزا صاحب کو دعوت مقابلہ دی اور واضح طور پر لکھا کہ:

''میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نثر و نظم لکھنے کو تیار ہوں، تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجئے اور اطلاع کر دیجئے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کروں۔''

اس دفعہ آپ نے جہلم کی قید بھی ختم کر دی اور مرزا صاحب کو اختیار دیا کہ جہاں چاہیں مقابلے کے لئے آ جائیں لیکن ''ھل من مبارز'' کا بانگ دہل اعلان کرنے والے مرزا صاحب اس چیلنج کو بھی حسبِ سابق پی گئے اور منقار زیر پر رہنے میں عافیت سمجھی۔

مرزا صاحب نے آئے دن نت نئے دعوؤں پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک قدم آگے بڑھا کر تمام علماء اسلام، خاص طور پر شیخ الاسلام مرشد المسلمین حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ کو تحریری مقابلہ کا بڑی شد و مد سے چیلنج کیا تو آپ نے اپنی تمام مصروفیات کے باوجود مرزا کا چیلنج قبول کیا اور ۲۴ر اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور تشریف لائے، سینکڑوں علماء اور ہزاروں عوام حق و باطل کا فیصلہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے موجود تھے لیکن مرزا صاحب کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس موقع پر علامہ فیضی نے بادشاہی مسجد میں ہزاروں کے اجتماع میں پر مغز تقریر کی اور مرزا کے تمام مکر و فریب کو طشت از بام کر دیا، جس سے تمام

لوگوں پر حضرت پیر صاحب کی حقانیت اور مرزا کی بطالت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی۔

علامہ فیضی قدس سرہ نے دوران تقریر فرمایا حضرت پیر صاحب ۲۴ راگست سے لاہور میں تشریف فرما ہیں لیکن مرزا صاحب ادھر آنے کا نام تک نہیں لیتے:

''یہ حقیقت میں خود مرزا کے اپنے قول کے مطابق ایک الہٰی عظمت و جلال کا کھلم کھلا نشان تھا جس نے مرزا کی جھوٹی و بے جا شیخی کو کچل ڈالا اور آپ کے سوا اس کی وہ گت ہوئی کہ مقابلہ و مباحثہ لاہور تو در کنار آپ کو سوائے اپنے بیت المقدس کے تمام دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی اور ''وقذف فی قلوبھم الرعب بماکفروا'' کا مضمون دوبارہ دنیا کے صفحہ پر معرض ظہور پر آیا''

برخلاف اس کے حضور پیر صاحب ممدوح کے دست مبارک پر خداوند کریم نے وہ نشان ظاہر کر دیا جس کا آیت مبارکہ ''وکان حقاعلینا نصر المؤمنین'' میں وعدہ دیا گیا تھا۔

علامہ فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ جب تک زندہ رہے اس وقت تک مرزا صاحب نے سکوت کو حرز جاں بنائے رکھا لیکن جب علامہ وصال فرما گئے تو مرزا نے موقع کو غنیمت سمجھا اور ان کی وفات کو حسب عادت اپنی صداقت کا نشان قرار دے دیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی تصنیف ''حقیقۃ الوحی'' میں یوں لکھا کہ :۔

''ایسا ہی مولوی محمد حسن بھین والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب ''مواہب الرحمٰن'' میں لکھا ہے۔''

مولوی محمد حسن بھین والے نے میری کتاب اعجاز احمدی کے حاشیہ پر ''لعنۃ اللہ علی الکفرین'' لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ میں ڈالا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ وہ مر گیا۔''

تعجب ہے کہ اگر مرزا صاحب اتنے ہی صاحب الہام تھے تو حضرت علامہ فیضی کے بار بار دعوت دینے پر سامنا کرنے کی جرأت کیوں نہ کر سکے؟

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۴۵۴ تا ۴۵۷)

مولانا محمد عبداللہ مردانوی کی خدمات :۔

آپ علاقہ جدون تحصیل صوابی ضلع مردان میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں تحریک کا پہلا جلوس آپ نے مسجد نعمان سے نکالا جو مسجد زینت

صادق نے بھی کی آپ کا سیاسی تعلق جمعیت علماء پاکستان سے ہے۔ المساجد تک پہونچا تو وہاں سے جلوس کی قیادت آپ کے علاوہ حضرت مولانا محمد ابوداؤد محمد

(تعارف علمائے اہلسنت ص ۱۹۸)

مولانا محمد عبدالمالک لقمانوی کی خدمات

آپ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں بمقام لقمانیہ تربیلہ میں پیدا ہوئے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کے سابق مہتمم حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جھوہردی کی قیادت اور قاضی شمس الدین (درویش ہریپور) اور مولوی صاحب دھینڈہ (ہری پور) کے ہمراہ بھرپور حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ نے نمایاں حصہ لیا اور آپ کی بے لاگ اور پرحکمت تبلیغ کے پیش نظر بہت سے مرزائی قادیانیت سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے جن میں خاں غلام ربانی خاں ایڈوکیٹ مانسہرہ کا نام سرفہرست ہے۔

۱۶/جولائی ۱۹۷۸ء کو پشاور میں جماعت اہل سنت کے عظیم کنونشن میں آپ کو جماعت اہل سنت صوبہ سرحد کا نائب صدر چنا گیا۔ (تعارف علمائے اہلسنت ص ۲۰۳)

علامہ غلام رسول سعیدی کی خدمات:-

آپ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نہ یہ کہ صرف صاحب قلم ہیں بلکہ آپ کے مضامین اور تحریرات محققانہ اور موثر ہوتی ہیں ملکی جرائد و رسائل میں مختلف موضوعات پر آپ کے مضامین چھپتے رہتے ہیں ماہنامہ ضیائے حرم دسمبر ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں جب آپ کا علمی مقالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" شائع ہوا تو دوبئی کا ایک مرزائی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، چنانچہ اس نے اپنی قلبی جذبات مدیر ضیائے حرم کے نام ارسال کیے۔ (ایضاً ص ۲۳۸)

مولانا غلام علی اوکاڑوی کی خدمات:-

آپ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں موضع بانیاں نزد لالہ موسی گجرات میں پیدا ہوئے۔

آپ نے جماعت اہلسنت قائم کی اور خالص اعتقادی و نظریاتی بنیادوں پر کام کرتے رہے آزاد کشمیر کے صدر (سابق) مجاہد آزادی کشمیر سردار عبدالقیوم سے مل کر قادیانیوں کے خلاف بل پاس کروایا اور پھر اسلامی قوانین کی دفعات کی تدوین میں مدد کی

۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء ہر دو تحاریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ملک کے

گوشے گوشے میں تحفظ ختم نبوت کے مفہوم اور قادیانیوں کی سازش سے عوام کو آگاہ کیا۔

آپ جمعیت علماء پاکستان کے صدر رہ چکے ہیں (ایضاً ۲۵۱)

مولانا حافظ محمد عالم کی خدمات:-

آپ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں موضع رانجن ضلع جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا، چنانچہ مارشل لاء حکام نے آپ کو گرفتار کر کے فوجی عدالت میں پیش کیا کچھ عرصہ لاہور قلعہ میں زیر حراست رہے اور تحریک کے خاتمے پر رہا کر دیئے گئے۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں آپ نے جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر سیالکوٹ سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا، آپ جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی صدر ہیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے اور پچیس مرزائی آپ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ (ایضاً ص ۲۱۵)

مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی کی خدمات:-

آپ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۱۴ء کو شہو قصبہ سوجکے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے ساہیوال جیل میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد ہاشمی وغیرہما کے ساتھ قید ہوئے آپ کو ایک سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی مگر تین ماہ بعد رہا کر دیئے گئے۔

۱۹۷۴ء میں جب سانحہ ربوہ کے باعث تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو آپ نے تحفظ ناموس رسالت کا نعرہ بلند کرتے ہوئے تحریک میں ناقابل فراموش کردار کا مظاہرہ کیا۔ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء میں ہونے والے انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے قومی اتحاد کے ٹکٹ پر آپ نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کی خاطر انتخاب میں حصہ لیا'' ص (۳۳۲)

مولانا منظور احمد شاہ ہاشمی کی خدمات:-

آپ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۳۰ء میں فیروزپور (انڈیا) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد مرزائیت کے ناسور کو ختم کرنے کی خاطر مسلمانان پاکستان نے دو مرتبہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں تحریک چلائی جو بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو ۔''

غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ان دونوں تحریکوں میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
۱۹۵۳ء کی تحریک میں آپ نے ساہیوال میں تحریک کے صدر کی حیثیت سے کام کیا اور دس ماہ کی قید پائی۔ ۱۹۷۴ء میں ضلع ساہیوال میں دورے کیے اور مرزائیوں کے عقائد سے عوام کو روشناس کرایا "مرزائیوں سے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت" نامی رسالہ دس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔

علامہ قمر الزماں اعظمی کی خدمات:-

آپ ضلع اعظم گڑھ یوپی انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

آپ حافظ ملت کے پروردہ اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور انڈیا کے فیض یافتہ ہیں، اعلیٰ ذہن و فکر کے مالک ہیں، انگریزی اچھی جانتے ہیں۔ مقبول بہترین صاحب طرز خطیب ہیں، ورلڈ اسلامک مشن کے قیام ہی سے اس سے وابستہ ہو کر لندن میں مقیم ہیں اور مشن کے پلیٹ فارم سے یورپین ممالک اور امریکہ میں منعقد ہونے والی بیشتر اسلامی کانفرنسوں اور ختم نبوت کے اجلاسوں میں آپ کی شرکت کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے، یورپ میں علامہ نورانی کے سب سے بڑے معاون کار ہیں اور علامہ ارشد القادری کے استعفیٰ کے بعد سے تاحال ورلڈ اسلامک مشن کے جنرل سکریٹری کے فرائض بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

رد قادیانیت میں آپ کی خدمات علامہ نورانی کے دوش بدوش ہیں۔

مولانا شفیق الرحمن عزیزی کی خدمات:-

آپ بھارت یوپی کے مشہور گاؤں حمد اشاہی کے رہنے والے نوجوان اور متحرک عالم دین اور مبلغ ہیں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے ۱۹۸۳ء میں فراغت کے بعد کچھ سالوں انڈیا میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ممباسہ کینیا کی مشہور جماعت اہلسنت کے اہم رکن الحاج احمد صدیق کی پر خلوص دعوت پر وہاں پہونچے اور کئی سالوں تک علمی اور تبلیغی کام انجام دیتے رہے۔ پھر حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے حکم سے جامع مسجد طیبہ امیسٹرڈم ہالینڈ میں خطیب ہیں، ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے سرگرم رکن، مفتی اور ناظم نشریات ہونے کے ناطے ہالینڈ میں مشن کی ساری سرگرمیوں سے براہ راست وابستہ ہے، اچھے خطیب ہیں اور قادیانیت کا بیر اکھاڑنے اور اس کی ہر ممکن مخالفت آپ کا شیوہ ہے ۱۰/اکتوبر ۹۹ء کی مشن کے زیر اہتمام ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی نظامت آپ ہی نے فرمائی۔

مولانا مشتاق احمد چشتی ایم اے کی خدمات

آپ کا تعلق پاکستان سے ہے ایک عرصے سے ناروے میں تبلیغ اسلام کے ساتھ قادیانیت کی سرکوبی کا کام انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے "مہریہ اکیڈمی" اور "ختم نبوت فاؤنڈیشن" کی بنیاد رکھی قادیانیت کے موضوع پر کئی کتابیں اور مضامین لکھ کر شائع کر چکے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱) خاتم النبیین کا مفہوم (۲) یورپ میں قادیانی پروپیگنڈہ کی حقیقت (۳) اسلام کے خلاف ہولناک سازش (۴) فاتح قادیاں (۵) چیلنج منظور (۶) دجل و فریب کے آنسو (۷) قادیانی غیر مسلم کیوں (۸) نقاب کشائی (۹) قادیانیوں کی کذب بیانی

اور کچھ مختصر اشاعت ہیں

(۱) قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں (۲) امت مسلمہ سے علیحدگی (۳) مسلمانان عالم کا متفقہ فیصلہ (۴) پاکستانی قومی اسمبلی کا فیصلہ اور اہل یورپ کو دعوت فکر (۵) قادیانیت علمائے اسلام کی نظر میں (۶) مرزاجی کی بات نہ پوچھو (۷) قائدین تحریک ختم نبوت

(آئینہ صداقت ص ۷)

قادیانی مرزائی تنظیمیں اور تمام یورپین ممالک کی طرح ناروے میں بھی سرگرم عمل ہیں، عالم اسلام نے جب سے قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے کر ان کے حج و زیارت پر پابندی لگادی ہے، اس کے بعد سے ان کی زیر زمین تحریکیں اور زیادہ مستعد اور پرزور ہو گئی ہیں۔

کتب و رسائل اور اشتہارات کی اشاعت تیز تر ہو گئی ہے، علمائے اسلام کو اس فتنہ عظیمہ کی طرف متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے، قادیانی فرقہ یورپین ملکوں کے آزادانہ قانون سے فائدہ اٹھا کر اپنے کو مسلمان کہتا ہے اور اسلام کے نام پر اپنے باطل عقائد و نظریات کی اشاعت کر کے اور فواحش و منکرات کے دروازے کھول کر حقیقی اسلام کو بدنام کر رہا ہے۔

یورپ و امریکی ممالک میں رد قادیانیت و تبلیغ اسلام میں مصروف کچھ اور نام انڈیا کے :-

علامہ بدر القادری مصباحی، علامہ شاہد رضا نعیمی، مولانا اسرار الحق اشرفی، مفتی

عبدالواجد قادری، مولانا قمر الحسن مصباحی، مولانا احمد القادری مصباحی، مولانا ممتاز احمد مصباحی، قاری محمد اسمعیل مصباحی

پاکستان کے :-

علامہ احمد نثار بیگ قادری، علامہ سید سعادت علی قادری، مولانا افتخار چشتی، مولانا محمد حنیف رضوی، پیر سید منیر حسین شاہ، علامہ سید برکات احمد شاہ، علامہ سید پیر معروف حسین شاہ، سید زاہد حسین رضوی، الحاج محمد صادق قادری، مولانا سید عبدالقادر جیلانی، مولانا سید غلام السیدین، مفتی رحمٰن گل۔

اعتذار

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے
تاہم بمقتضائے بشری اگر کوئی غلطی یا خامی نظر آئے تو براہ کرم
مطلع کریں آئندہ تصحیح کردی جائے گی۔

تاثرات

حضرت علامہ **مولانا معین الحق صاحب** علیمی مہتمم دارالعلوم علیمیہ ،جمد اشاہی ، بستی، یوپی

اس کتاب کے تعلق سے زریں وگراں قدر تاثر

یہ فاقہ کش کی موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمدی اس کے بدن سے نکال دو

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا سرمایہ اور ان کی سب سے قیمتی خوبی عشق رسالت اور سرکار روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت ہے جسے وہ اپنا حرز جان اور جز، ایمان سمجھتے ہیں۔ جس کی حفاظت وپاس داری کے لئے جان جیسی قیمتی شئے کے زیاں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

عظمت سرور کونین ہے خوبی اپنی جان دے کے بچے تو بھی بچائے رکھئے

اور ایک مسلمان جو کچھ بھی اپنے اندر تاو توانائی محسوس کرتا ہے وہ بھی عشق مصطفوی کے رہین منت ہے اگر وہ یہ جوہر کھواور گنوا بیٹھے تو ہر محاذ پر زندگی کے ہر میدان میں خود کو ناکام اور نامراد تصور کرتا ہے جس کا بخوبی علم اس کے حریفوں اور اعداء اسلام کو بھی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں، منصوبہ بند طریقے سے منظم سازش کے ساتھ بڑے پیمانے پر اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں جہاں تک ممکن ہوسکے مسلمانوں کو ان کے نبی سے بیزار کردیا جائے دل میں جو احترام نبوت اور جسم میں جو روح محمد سمائی ہوئی ہے اُسے نکال باہر پھینک دیا جائے۔ پھر تو یہ مسلمان اپنی موت آپ ہی مر جائے گا۔ یہ زندہ رہ کے بھی مردہ دکھائی دیگا چنانچہ اس کے لئے انہوں نے خود مسلمانوں ہی کے درمیان ایسے افراد تیار کئے اور ان عناصر کی تخلیق کی جنہوں نے ہر طرح سے ان کی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کام کرنا شروع کردیا جن میں سے بعض آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی زبان و قلم کے ذریعہ گستاخیاں کیں۔ حضور کی شان میں نازیبا کلمات کہے تنقیص ودریدہ دہنی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی رسول گرامی وقار کی عیب جوئی کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا اور کچھ روسیاہ تو یوں سامنے آئے کہ دعوۂ نبوت کر بیٹھے اپنی تقریروں اور تحریروں کا سہارا لے کر خود کو نبی ورسول باور کرانے کی ہر امکانی کوشش کی اسی ناپاک سلسلے کی ایک کڑی رسوائے زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں نبوت ورسالت آپ پر ختم ہوچکی ہے اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی یہی پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ اور اجماعی فیصلہ ہے۔ جس پر مخصوص نصوص قطعیہ شاہد ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی اجماعی عقیدے کو جھٹلانے کی کوشش کی۔ یہ مفتری دجال

کذاب مدعی نبوت بن بیٹھا۔ الہامات واظہار معجزات کے بلند بانگ دعوے کرنے شروع کردیئے پھر جیساکہ خدائے تعالیٰ کی سنتِ جاریہ رہی وہ باطل پرستوں کے خلاف حق پرستوں کی ایک جماعت تیار کردیتا ہے اور حق پرستوں کو غلبہ عطا فرماتا ہے چنانچہ یہی ہوا کہ علماء ربانین کی ایک جماعت میدان عمل میں اتر پڑی مرزا اور اس کے دم چھلوں کی سرکوبی کا کام شروع کردیا ہر طرح سے مرزا کے دعوؤں اور اس کے باطل عقائد و نظریات کا رد و ابطال کیا اس کی تردید میں لٹریچر اور کتابیں تیار کیں علماء حق کو تائید غیبی کی بنیاد پر سرکار علیہ السلام کے طفیل فتح مبین حاصل ہوئی مرزا سے ایک بھی نہ بنی بمضمون آیت کریمہ۔ الا ان حزب الله هم المفلحون الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون اسے ہر گام پہ شکست و ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ زیر نظر کتاب ”قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت“ جو اپنے نام ہی سے اپنے موضوع اور مندرجات کے حق میں اجمالی تعارف ہے یہ بھی قادیانیت کش اور اس کا حرف حرف مرزا شکن ہے۔ جسے اہل سنت و جماعت کے عظیم فاضل بر صغیر ہند و پاک کی منفرد نوعیت کی حامل مشہور و معروف دینی درسگاہ علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی کے ایک لائق و فائق استاذ علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی نے تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کی بے پناہ مصروفیت کے باوجود کافی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے مرتب کیا ہے یہ کتاب رد قادیانیت کے موضوع پر بہت ہی معلوماتی ہے۔ تاریخی ادوار کی تقسیم اور تعین کے حوالے سے قادیانیت کا جس انداز سے جائزہ لیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے حوالہ جات کا التزام مواد کی فراہمی کتاب کو وثوق واعتماد کی سند عطا کرتی ہے۔ قادیانیت کا قلع قمع کرنے والے اہل قلم حضرات کے لئے یہ ماخذ ثابت ہوگی زبان عام فہم، شستہ، سلیس اور سادہ استعمال کی گئی ہے جس سے کتاب میں جان پڑگئی ہے اور معنوی وصوری حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ قاری زبان کا چٹخارا لے کر پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا اور عوام الناس کو بھی کماحقہ استفادہ کا موقعہ فراہم کرتی ہے زبان کی شائستگی اور عمدگی کہیں کہیں اردوئے معلیٰ کا نمونہ پیش کرتی ہے حسن ترتیب، فہرست مضامین کی سلیقہ مندی نور علی نور و سونے پر سہاگا۔ اہم اور مشاہیر اسلامی شخصیات کی قادیانیت کے تئیں رد و ابطال مرزا کی بیخ کنی کے دلائل براہین جمع کرنا اور اس میدان میں ان کی خدمات کا تذکرہ بیشک اس کتاب کے وزن کو بڑھا دیتا ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اسے مفید انام بنائے اور قبول دوام بخشے اور میرے محب عزیز علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی سے مزید دین کا کام لے۔ آپ کے قلم کو جمود و تعطل سے محفوظ رکھے۔ آمین

بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

معین الحق علیمی

خادم دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی یوپی

خوشخبری

۴۰۰ سے زائد گناہ کبیرہ کے عذاب اور ان کی شرعی حیثیت پر مشتمل گلدستہ

الزواجر عن اقتراف الکبائر

کا پہلی مرتبہ اردو ترجمہ شائع ہو رہا ہے

مصنف

شیخ الاسلام حضرت علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمۃ

(متوفی ۹۷۴ھ)

مترجم

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

ناشر

ضیاء اکیڈمی کھارادر کراچی

یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنے والی ہے

ابن تیمیہ نے دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ائمہ کرام اور اولیاء عظام کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں۔ کسی کو شیطان امت کا خطاب دیا ہے، کسی کو اخبث القوم سے یاد کیا اور کسی کو شیطان کے رفیق کا مصداق بنا کر سر پھاڑنے کی تمنا کی ہے۔ ابن تیمیہ اہل بیت کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ امام جعفر صادق سے بغض و عناد رکھتا تھا۔ وہ غوث، قطب، ابدال وغیرہم کا منکر تھا۔ (فتاویٰ عزیزیہ شاہ عبدالعزیز)
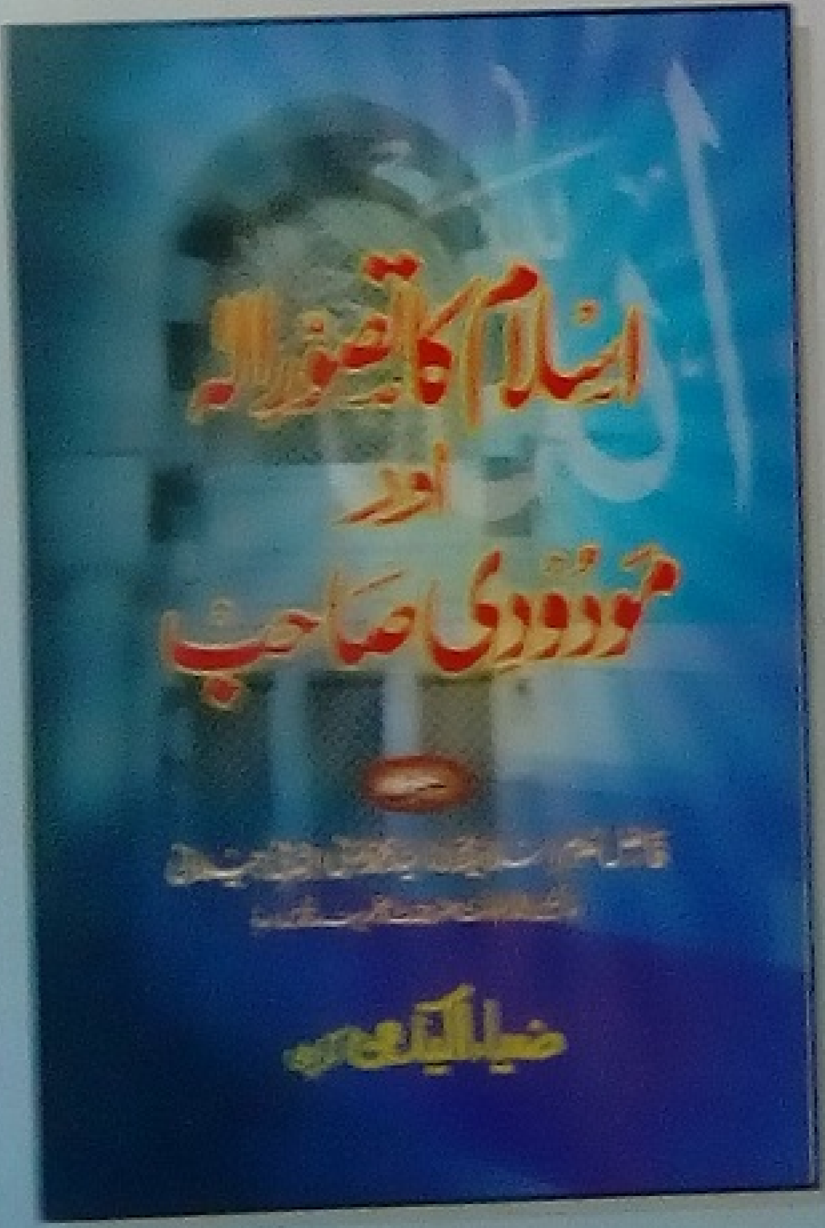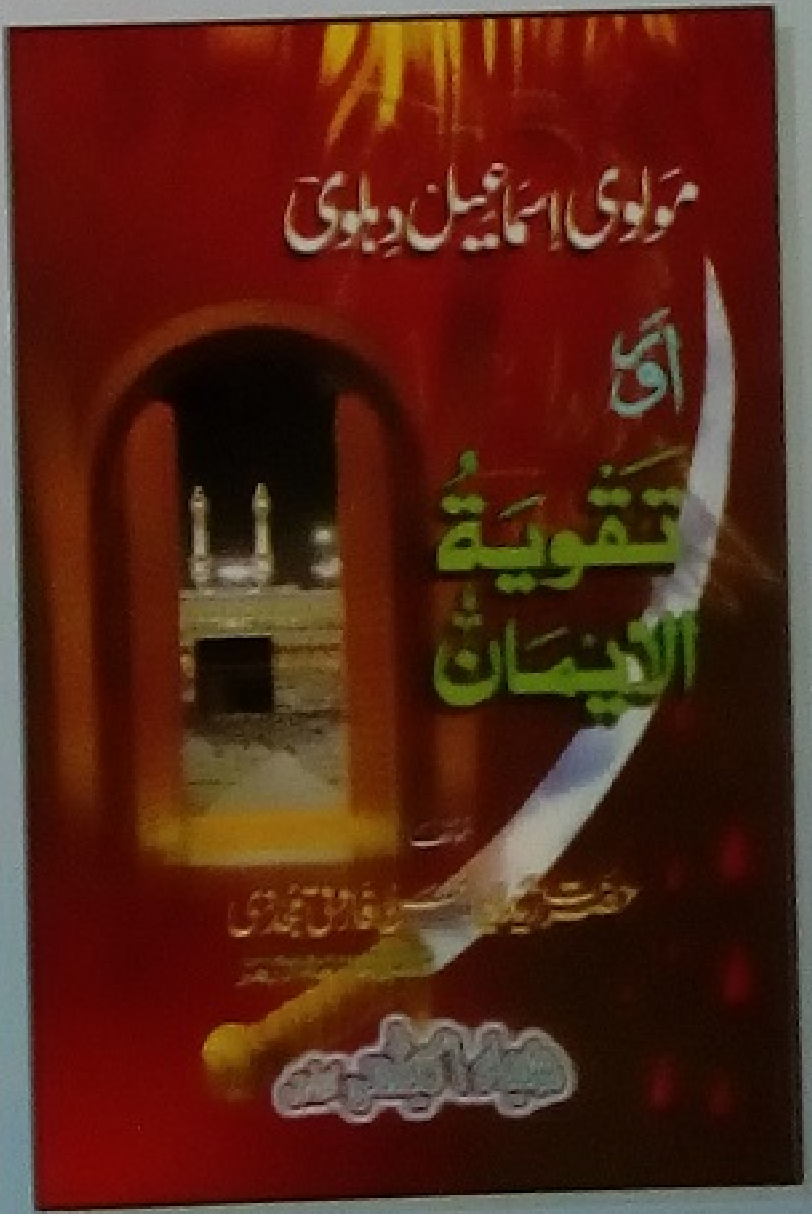
تفصیلات کے لئے کتاب کا مطالعہ فرمائیں